بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

ہفت روزہ
بدر قادیان
جلد ۱۸   شمارہ ۲۸
The Weekly Badr Qadian

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر: خورشید احمد انور

Regd. No. P 63

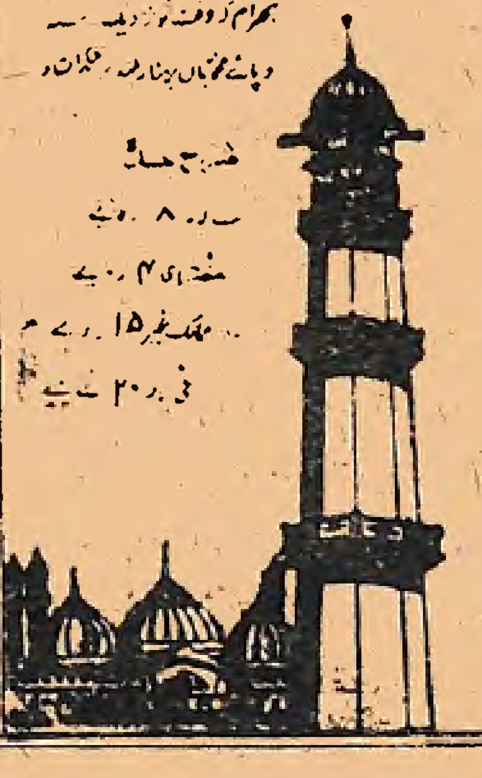

۲۴ ربیع الثانی سنہ ۱۳۸۹ھ   ۱۰ وفاء سنہ ۱۳۴۸ ہش   ۱۰ جولائی سنہ ۱۹۶۹ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۸ وفا (جولائی) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آمدہ اطلاعات مظہر ہیں کہ ـــــ ۲۸ تا ۳۰ احسان (جون) حضور انور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ ـــــ یکم وفا (جولائی) عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ لیکن کھانسی کی تکلیف ہو گئی ہے ـــــ ۲ وفاء (جولائی) حضور انور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے الحمد للہ ـــــ سب احباب دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر حالت میں اپنا فضل شامل حال رکھے اور حضور کو صحت و سلامتی کی لمبی عمر عطا فرمائے آمین۔

قادیان ۸ وفا۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

قادیان اور اس کے مضافات میں ہفتہ زیر اشاعت شدت کی گرمی رہی۔ آج صبح باران رحمت کا نزول ہوا۔ اور موسم میں قدرے خنکی آگئی۔

علاقہ جنوبی ہند کا کامیاب تربیتی دورہ

مالابار میں محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کا ورودِ مسعود اور اہم دینی مصروفیات

کالیکٹ میں آل کیرالہ احمدیہ کانفرنس منعقدہ ۱۰ ہجرت (مئی) کے بعد محترم حضرت ناظر صاحب اعلیٰ کی ہدایت کے مطابق خاکسار بمبئی کے لئے روانہ ہو گیا تھا۔ کیرالہ کانفرنس تک کی مکمل رپورٹ خاکسار نے مرتب کر کے قارئین کی خدمت میں پیش کی تھی۔ اس کے بعد محترم مولانا محمد ابو الوفاء صاحب مبلغ انچارج کیرالہ نے مالایالم زبان میں جو رپورٹ مرتب کی اس کا اردو ترجمہ ہدیۂ ناظرین ہے ـــــ خاکسار: محمد عمر مبلغ انچارج بمبئی۔

منار گھاٹ میں ورود

مورخہ ۱۲ ہجرت ۱۳۴۸ ہش کی صبح ۱۰ بجے محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی اور مکرم مولانا محمد ابو الوفاء صاحب کی معیت میں کالیکٹ سے بذریعہ موٹر کار منار گھاٹ کے لئے روانہ ہوئے۔ اور ½۱۲ بجے وہاں پہنچے۔ ظہر و عصر کی نمازوں کی ادائیگی کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے زیر تعمیر مسجد احمدیہ کا معائنہ فرمایا۔ اور سب دوستوں نے حضرت صاحبزادہ صاحب کی اقتداء میں ایک لمبی اور پُر سوز دعا کی۔ اس کے بعد شام کو چار بجے منار گھاٹ سے بذریعہ موٹر کار وانیمبلم (WANIYAMBALAM) تشریف لے گئے۔

وانیمبلم

یہاں پر باقاعدہ کوئی جماعت نہیں۔ البتہ ایک مخلص احمدی مکرم سی۔ کے علوی صاحب کا مکان ہے۔ کچھ دیر احباب جماعت کے درمیان رہنے کے بعد محترم حضرت صاحبزادہ صاحب دیگر اراکین وفد کے ساتھ پتہ پیرم روانہ ہوئے۔

پتہ پیرم

یہاں ایک چھوٹی سی مگر مخلص جماعت موجود ہے۔ مکرم سی۔ کے علوی صاحب نے اپنے ذاتی خرچ پر ایک چھوٹی سی مسجد یہاں تعمیر کی تھی فجزاہ اللہ تعالیٰ۔ مسجد میں مغرب و عشاء کی نمازوں کی ادائیگی کے بعد ۸ بجے شب وہاں سے روانہ ہو کر ۱۰ بجے کالیکٹ پہنچے۔

کالیکٹ

کالیکٹ میں ایک مخلص احمدی مکرم ایم۔ محی الدین کویا صاحب کے دولت خانہ پر اراکین وفد اور اراکین مجلس عاملہ کو مدعو کیا گیا تھا۔ کالیکٹ میں جماعت کا ایک مشن ہاؤس موجود ہے جسے مسجد کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ چونکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کالیکٹ وسیع ہوتی آرہی ہے اسلئے ایک علیحدہ مسجد کی ضرورت بڑی شدت سے محسوس کی جاتی رہی ہے۔

اس سلسلہ میں حضرت صاحبزادہ صاحب نے بعض مفید مشوروں اور ہدایات سے نوازا مکرم ایم۔ محی الدین کویا صاحب نے حضرت صاحبزادہ صاحب کی اپنے مکان میں تشریف آوری کی خوشی میں زیرِ غور مسجد کے لئے مبلغ -/۵۰۰۰ روپے کا وعدہ فرمایا۔ جزاہ اللہ تعالیٰ۔

کوڈیتھور

دوسرے دن مورخہ ۱۳ ہجرت صبح نو بجے اراکین وفد کالیکٹ سے ½۱۲ میل دور کوڈیتھور کے لئے بذریعہ موٹر کار روانہ ہوئے۔ اس گاؤں میں جماعت قائم ہوئے چند ہی سال ہوئے ہیں۔ لیکن بڑی مخلص اور قربانی کرنے والی جماعت ہے۔ ان کی اپنی ایک خوبصورت مسجد بھی ہے۔ تین بجے تک حضرت صاحبزادہ صاحب احباب جماعت کے درمیان رونق افروز رہے۔ افرادِ وفد ۳ بجے وہاں سے روانہ ہو کر ایک گھنٹہ کے بعد کالیکٹ واپس پہنچے۔

کالیکٹ میں تربیتی اجلاس

مورخہ ۱۳ ہجرت کو بعد نماز مغرب مشن ہاؤس میں ایک تربیتی اجلاس بلایا گیا جس میں کالیکٹ کے تمام احمدی مرد و زن اور بچے شریک ہوئے۔ محترم حضرت صاحبزادہ صاحب نے مختلف تربیتی امور پر نہایت روح پرور اور ایمان افروز تقریر فرمائی۔ اس کے بعد تمام احباب سے فرداً فرداً تعارف حاصل فرمایا۔ دعا کے بعد یہ روحانی اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

کیناٹور

دوسرے دن ۱۴ ہجرت کی صبح مجلس خدام الاحمدیہ کالیکٹ نے حضرت صاحبزادہ صاحب کے ساتھ ایک گروپ فوٹو لیا۔ اس کے بعد وفد ½۱۱ بجے بذریعہ ریل روانہ ہو کر ۲ گھنٹے بعد کیناٹور پہنچا۔ وفد کی رہائش کے لئے مقامی Tourist Banglow

(باقی دیکھیں صفحہ ۱۱ پر)

جلسہ سالانہ قادیان

بتاریخ ۱۸-۱۹-۲۰ فتح ۱۳۴۸ ہش بمطابق ۱۸-۱۹-۲۰ دسمبر ۶۹ء منعقد ہوگا

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری اور اجازت سے امسال جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کی تاریخیں ۱۸-۱۹-۲۰ فتح ۱۳۴۸ ہش یعنے ۱۸-۱۹-۲۰ دسمبر ۱۹۶۹ء رکھی گئی ہیں ـــــ جملہ پراونشل امراء، عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ اور مبلغین سے درخواست ہے کہ احباب کو جلسہ سالانہ قادیان کی تاریخوں سے مطلع کیا جائے۔ تاکہ احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں ۱۸-۱۹-۲۰ فتح (دسمبر) کی تاریخوں میں جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کر کے اس عظیم الشان روحانی اجتماع کی برکات سے مستفید ہو سکیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے رابا آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پرو پرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۰ر وفاء ۱۳۴۸ ہش

ایک عجیب تحریف" یا مغالطہ انگیز روایت

بعض اوقات بات تو معمولی سی ہوتی ہے لیکن خاص تکنیک سے وضع کردہ روایت کی بنا پر اور محض عدم علم کے سبب اُسے کچھ کا کچھ بنا دیا جاتا ہے۔ اسی لئے قرآن کریم میں جو اعلیٰ درجہ کی پُر حکمت کتاب ہے، اس میں خصوصیت سے اس بات کی ہدایت کی گئی ہے کہ

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ جَآءَ کُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَھَالَۃٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ (الحجرات آیت ۶)

یعنی اے ایمان کا دعویٰ رکھنے والو! جب تمہیں غیر مصدقہ خبر ملے تو اس پر کسی طرح کا اقدام کرنے سے قبل تمہارا فرض ہے کہ اچھی طرح چھان بین کر لیا کرو۔ مبادا ایسی جلد بازی میں محض جہالت کے سبب بعد کو تمہیں ندامت اٹھانی پڑے۔

افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ۲۵ر اپریل ۱۹۶۹ء کے صدقِ جدید میں مولانا دریابادی صاحب کا نوٹ بعنوان "ایک عجیب تحریف" اس طرح شائع ہوا:-

"ناگرول ضلع سورت سے تحریات صاحب نے .... ذیل کا عربی اقتباس ایک چھپی ہوئی کتاب سے نقل کرکے بھیجا ہے جو .... (افریقہ) کے احمدی (قادیانی) حلقوں میں شائع ہوئی ہے۔

الحمدُ للہ ربّ العٰلمین الرحمٰن الرحیم مٰلک یوم الدین ایّاہٗ نعبد و ایّاہ نستعین وَ ایّاہٗ ندعو اَن یھدینا الی الصراط المستقیم صراط الذین انعم اللہ علیھم غیر المغضوب علیھم وَلا الضّآلّین"

یہ حوالہ انگریزی کی کتاب Ahmadiyyat or True Islam (صفحہ ۱۱) کا دیا ہے۔ اس نام کی ایک مشہور کتاب عرصہ ہوا یعنی کوئی ۳۰ سال ہوئے سر ظفر اللہ خان کے قلم سے شائع ہوئی تھی۔ اقتباس بہ ظاہر اس کا تو نہیں معلوم ہوتا کسی اور کتاب کا ہوگا۔ بہر حال جس کتاب کا بھی ہوگا، ہے بہت عجیب و غریب آیاتِ قرآنی میں اتنی کھلی ہوئی اصلاح مثلاً دونوں جگہ بجائے ایاک کے ایاہ۔ اور اھدنا الصراط المستقیم کے بجائے ایک دوسرا ہی فقرہ اور انعمت کے بجائے اَنعَمَ۔ نہ انہیں تفسیر ہی کہا جا سکتا ہے، ورنہ محض طباعتی غلطیاں۔ نہ اُن کا کوئی تعلق اس جماعت کے عقائد سے ۔ بہر حال ہیں یہ تصرفات و تحریفات عجیب و غریب ہی"

(صدقِ جدید ۲۵ر اپریل ۶۹ء صفحہ ۳)

انہیں دنوں یہ نوٹ ہمارے بھی مطالعہ میں آیا تھا۔ چونکہ صدقِ جدید کے نوٹ کی بنیاد وہ غلط اطلاع تھی جو سورت سے کسی صدق خواں نے مولانا دریابادی کو پہنچائی اور مولانا نے بغیر مزید تحقیق کے اُسے اپنے نوٹ کے ساتھ شائع کر دیا۔ مناسب سمجھا گیا کہ قادیان کے مرکزی دفتر دعوت و تبلیغ کی طرف سے مولانا صاحب کو براہِ راست متذکرہ کتاب کا پورا حوالہ مع اصل حقیقت اور کسی قدر تفصیل کے بھیج دیا جائے۔ اور مولانا صاحب سے درخواست کی جائے کہ وہ اپنے مؤقر جریدہ ہی کے ذریعہ سے اصل حقیقت قارئین تک پہنچائیں۔ تا مغالطہ دُور ہو جائے۔

چنانچہ صدقِ جدید کے متذکرہ بالا نوٹ کا حوالہ دیتے ہوئے دفتر دعوت و تبلیغ کی طرف سے مولانا صاحب کی خدمت میں لکھا گیا:-

"غالباً مغالطہ ہوا ہے جس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپ کے سامنے پوری عبارت نہیں لائی گئی۔ بلکہ عبارت کا ایک حصہ آپ کے سامنے رکھا گیا ہے۔ اور باقی عبارت حذف کر دی گئی ہے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ (جن کی تصنیف سے یہ عبارت نقل کی گئی ہے ۔۔ بدر) نے قطعاً سورت فاتحہ درج نہیں فرمائی اور نہ اس میں کوئی رد و بدل کیا ہے۔ البتہ انہوں نے اپنے الفاظ میں ایک دعا کی ہے جس میں اللہ تعالے کا ذکر بطور غائب و مخاطب کیا ہے۔ اور اس میں آپ نے تبرک کے طور پر سورت فاتحہ کی دعا کے الفاظ شامل کر لئے ہیں۔ سورت فاتحہ کی نہ تو بعینہٖ نقل مقصود تھی نہ اس میں کسی قسم کا ردّ و بدل یا تصرّف و تحریف مقصود تھی۔ یہ تو آپ نے بھی تسلیم فرمایا ہے کہ تفسیر ہو تو اس میں اس قسم کے ردّ و بدل پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

مَیں اس مغالطہ کو دُور کرنے کے لئے پُوری عربی دُعا یہاں آپ کے ملاحظہ کے لئے دے دیتا ہوں۔ اسے دیکھ کر آپ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ اصل معاملہ کیا تھا اور اُسے کیا بنا دیا گیا ہے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ نے تحریر فرمایا ہے:

الحمد للہ رب العٰلمین الرحمٰن الرحیم مٰلک یوم الدین ایّاہٗ نعبد و ایاہ نستعین و ایاہ ندعُو ان یھدینا الیٰ صراط مستقیم صراط الذین انعم علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین اللّٰھم یا ربّ الھمنا ما یکون فیہ رضاک وارزقنا تقوٰیک وَصَفِّ خواطِرَنا وَنَقِّ افکارَنا وجرّءنا علیٰ مقابلۃ الشّرّ و دَواعیہِ وشجّعنا علیٰ مخالفۃ الخنّاس وَ دَسَاءِسِہٖ" (احمدیت یعنی حقیقی اسلام صفحہ ۱)

صدقِ جدید کا تازہ پرچہ ۲۰ جون کا موصول ہوا۔ حسبِ خواہش مراسلہ "ایک عبارت کی صحیح نقل کے عنوان سے شائع کر دیا گیا ہے جس سے اصل معاملہ صاف ہوگیا ۔۔۔ باایں ہمہ صدقِ جدید ۲۵ر اپریل کا متذکرہ بالا نوٹ اپنی ظاہری صورت میں ضرور ایسا تھا جس سے جماعتِ احمدیہ کے مخالفین کو جماعت پر حرف گیری کا موقعہ مل سکتا ہے اسلئے ہفت روزہ "نشیمن" بنگلور میں جناب سید محمد یوسف صاحب آف وانم باڑی نے بھی ایک نوٹ گھسیٹ دیا اور ہوشیاری یہ کی کہ ایک ہی پتھر سے گویا دو شکار مار دکھانے کی کوشش کی یعنی ایک طرف جماعتِ احمدیہ کے خلاف بھی گند اچھال لیا اور ساتھ ہی مودودیت نوازی کا حق ادا کر دیا جبکہ مولانا دریابادی صاحب کے دو نوٹوں کا موازنہ کرکے مولانا صاحب کو محض اسلئے قادیانیت نوازی کا طعنہ دیا کہ مولانا صاحب نے زیر نظر ۲۵ر اپریل کے نوٹ میں جماعتِ احمدیہ کے بارہ میں نرم انداز کیوں اختیار کیا جبکہ ایک اشاعت قبل ۱۸ر اپریل کے پرچہ میں مودودی صاحب کے ایک فقرہ سے انہیں "فرعون کی صف میں لے جا کر کھڑا کر دیا"۔

خیر اس موازنہ کی پُر لطف تفصیل تو ہم آگے چل کر بیان کریں گے۔ پہلے ہم قارئین کے علم اور آگاہی کے لئے اخبار نشیمن میں شائع شدہ نوٹ بتمامہٖ ذیل میں درج کرتے ہیں وھُوھٰذا:

"قادیانیت نوازی کی بدترین مثال۔ از کے محمد یوسف وانم باڑی۔

صدقِ جدید (۲۵ر اپریل ۱۹۶۹ء) میں ایک قادیانی کتاب "احمدیت یا حقیقی اسلام" کا ایک اقتباس شائع ہوا ہے جس کا تعلق سورت فاتحہ میں کھلی تحریف۔ یہ ہے اس تحریف کی رو سے اب سورت فاتحہ کا متن حسب ذیل ہے۔ ایاہ نعبد وَ ایاہ نستعین و ایاہ ندعو ان یھدینا الی الصراط المستقیم صراط الذین انعم علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین"۔ اس اقتباس کو پڑھ لینے کے بعد ہمیں مولانا عبدالماجد دریابادی جیسے مزکّٰی و مزکِّی شخصیت سے توقع تھی کہ آپ اس پر تنقید کے تند و تیز نشتر چلائیں گے اور تنقید کی الفاظ جرم کے حجم کے ہم پلّہ ہوں گے۔ مگر آپ حیران ہوں گے کہ اتنے عظیم جرم پر تنقید صرف اتنی فرمائی گئی کہ اسے عجیب و غریب اور طنزیہ طور پر "اصلاح" قرار دینے پر اکتفا کیا گیا۔ اس پر بھی جب یہ خوف دامنگیر ہوا کہ اپنی جماعت والے ناراض ہو جائیں گے تو بین السطور میں ظفر اللہ خان اور جماعت احمدیہ کے عقائد کی مدافعت کر دی گئی۔ تعجب ہوتا ہے کہ جو قلم مولانا مودودی مدظلہ العالی کے ایک جملہ پر اتنا باغیرت نظر آرہا تھا کہ بیک جنبشِ قلم مولانا موصوف کو فرعون کی صف میں لے جا کر کھڑا کر دیا۔ اب وہ اتنا محتاط اور سُلجھا ہوا دکھائی دے رہا ہے!! خامہ انگشت بدنداں ہے اسے کیا کہیئے۔ حالانکہ یہ معاملہ کفر و اسلام کا تھا ۔۔۔ بُرا ہو جماعتی تعصب کا کہ اپنوں کی آنکھ کا شہتیر تک نظر نہ آئے مگر دوسروں کی پھانس تک نکالنے لگ جائیں۔ وہ بھی سوئی سے نہیں سبّل سے۔ اوروں کو تو آخرۃ کے بدلے دنیا مل گئی۔ مگر یہاں دنیا بھی تو نظر نہیں آتی۔ خسر الدنیا والاٰخرۃ۔ کیا مولانا مودودی کا وہ جملہ اتنا ہی مجرمانہ تھا کہ آپ کو فرعون کے مماثل قرار دیا جانا ضروری تھا اور کیا قادیانیوں کی یہ حرکت اتنی قابلِ درگذر ہے کہ اس کو محض عجیب و غریب کہہ کر چھوڑ دیا جائے۔ اس کا فیصلہ اہلِ انصاف ہی کر سکتے ہیں"۔ (ہفت روزہ نشیمن بنگلور ۱۸ر مئی ۱۹۶۹ء)

اس میں کوئی شک نہیں کہ جس کسی منصف مزاج کے سامنے اقتباس کی اصل حقیقت پیش کر دی جائے وہ نہ تو صدقِ جدید کے نوٹ کو قادیانیت نوازی قرار دے گا اور نہ ہی اس پر بنیاد رکھ کر

(باقی دیکھیں صفحہ ۱۱ پر)

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کی ہی عبادت کرو تاکہ وہ مقصدِ حیات پورا ہو جس کیلئے انسان پیدا کیا گیا

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے احکام اور اوامر و نواہی کی پابندی کرتے ہیں انہیں وہ اپنی رضا کی جنتوں میں داخل کر لیتا ہے

عبادت کے پانچویں چھٹے اور ساتویں اہم تقاضے جن کی طرف مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ میں ہمیں توجہ دلائی گئی ہے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ ۱۸ ر شہادت ۱۳۴۸ ہش مطابق ۱۸ ر اپریل ۱۹۶۹ء بمقام مسجد مبارک ربوہ

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات قرآنیہ کی تلاوت فرمائی

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ
وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ
(الذّٰریٰت ۵۶-۵۷)

وَمَا أُمِرُوْا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَاءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ (البیّنہ)

اس کے بعد فرمایا:-

گزشتہ جمعہ میں میں نے بتایا تھا کہ ان آیاتِ قرآنیہ پر مجموعی غور کرنے سے جو مضمون ہمارے ذہن میں آتا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے

جن و انس کو اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے

اس نے میری طرف سے جو پیغام رسل کے ذریعہ اور بہترین رنگ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جن و انس کی طرف بھیجا جاتا رہا ہے یا بھیجا گیا ہے وہ صرف یہ ہے کہ اپنے رب کی عبادت کرو وَمَا أُمِرُوْا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ تاکہ جس غرض اور مقصد کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا ہے وہ مقصدِ حیات پورا ہو۔ نیز یہ حکم دیا ہے کہ اس عبادت کے تمام تقاضوں کو پورا کرو۔

عبادت کے تقاضوں کا ذکر مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ میں ہے الدّین کے مختلف معانی مختلف تقاضوں کی طرف ہماری رہنمائی کرتے ہیں۔ چار تقاضوں کے متعلق جو عبادت سے وابستہ ہیں میں گزشتہ خطبہ میں بیان کر چکا ہوں۔ پانچواں تقاضا جو یہ حکم بنی نوع انسان سے کرتا ہے کہ

صرف اور صرف اللہ کی عبادت کی جائے

یہ ہے کہ الدّین کے معنے الحُکم یعنی حکم کے بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عبادت یہ نہیں کہ تم میرے بتائے ہوئے طریق پر نماز یا نماز باجماعت ادا کرو یا دوسری عبادت بجا لاؤ۔ لیکن ان احکام سے جو اوامر و نواہی کی شکل میں تمہاری زندگی سے تعلق رکھنے والے ہیں غافل ہو جاؤ۔ کبھی غیر کی طرف دیکھو اور اس کا حکم ماننے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ کبھی اپنے نفسوں کے اندر جھانکو اور ہوائے نفس تمہیں خدا تعالیٰ سے دور لے جانے لگے عبادت سے یہ مراد نہیں بلکہ عبادت مخصوص اطاعتِ حکم چاہتی ہے۔ یعنی

حکم اللہ ہی کا جاری ہو

اسی معنے کی طرف سورۂ یوسف میں بڑی وضاحت سے توجہ دلائی گئی ہے۔ فرمایا إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ (آیت ۶۸) حکم صرف اللہ کا ہے۔ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوْا إِلَّا إِيَّاهُ۔ (آیت ۴۱) اس نے یہ حکم دیا ہے کہ سوائے اس کے اور کسی کی عبادت نہیں کرنی۔ اس سے وضاحت ہو جاتی ہے کہ ہمیں صرف اللہ ہی کی عبادت کرنی چاہیئے۔ اور

خالصۃً اللہ کی عبادت کے معنی یہ ہیں

کہ حکم اسی کا جاری ہو اور ہمیں دو شکلوں میں اس کا حکم جاری نظر آتا ہے۔ ایک تو انسان کے دائرۂ اختیار کو علیحدہ کر لیں تو اس میں ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا حکم اس طرح جاری ہوتا ہے کہ جو وہ کہتا ہے اس کی مخلوق وہی کرتی ہے۔ فرشتوں کے متعلق ان کی صفات بیان کرتے ہوئے ایک جگہ قرآن کریم نے کہا ہے کہ جو انہیں کہا جاتا ہے وہی کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے ایک لطیف استدلال اور بھی کیا ہے اور وہ یہ کہ ہر وہ چیز جو اس طرح خدا تعالیٰ کا حکم مانتی ہے کہ اس کو انکار کا اختیار نہیں وہ فرشتوں کے وجود میں آ گئی ہے یعنی وہ بھی فرشتہ ہے آپ فرماتے ہیں کہ دنیا کا ہر ذرہ فرشتہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا جو بھی حکم ہو وہ اس کے سامنے سرِ اطاعت خم کرتا ہے اس کے لیے یہ ممکن نہیں۔ اسے یہ اختیار نہیں دیا گیا کہ جو اللہ اسے کہے وہ نہ کرے۔ پس ہر وہ چیز جو خدا کا حکم اس طرح مانتی ہے اور اسے انکار کا اختیار نہیں وہ فرشتوں کی صف میں آ کر کھڑی ہوتی ہے۔

بہرحال اس مخلوق پر دنیا میں حکم اللہ ہی کا چلتا ہے۔ اور جس دنیا کا میں ذکر کر رہا ہوں اس میں تو عدم اطاعت کا امکان اور گنجائش ہی نہیں۔ خدا تعالیٰ کے قانون نے اس کی مخلوق کو جکڑ رکھا ہے اور اس طرح جکڑا ہے کہ انسانی عقل ششدر اور حیران رہ جاتی ہے کہ اس نے بے شمار صفات ایک ذرہ نا چیز میں پیدا کر دیں۔ اور وہ

الٰہی قوانین کے مطابق

خدا تعالیٰ کے حکم اور منشا کے مطابق کام کرتا چلا جاتا ہے۔ ابھی ہم نے اٹامک انرجی (ایک ذرہ کے اندر جو طاقت مخفی تھی اس) کا علم ایک حد تک حاصل کیا ہے۔ لیکن بڑا احمق ہو گا وہ سائنسدان جو یہ سمجھے کہ ذرہ کی طاقت کا سارا علم ہمیں حاصل ہو گیا ہے آگے دیکھیں اسے کیا ملتا ہے۔ لیکن بہرحال اتنی بڑی طاقت کو اللہ تعالیٰ کے حکم نے ایک معمولی سے ذرہ کے اندر بند کر دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ کے حکم کے اس قسم کے اجراء کا ذکر اپنی ایک فارسی نظم میں بڑے لطیف پیرایہ میں کیا ہے۔ کہ درخت کو اللہ تعالیٰ نے زمین میں گاڑ دیا۔ اب وہ گھوڑے کی طرح کود پھر نہیں سکتا۔ (گھوڑے پر اس نے بعض اور قوانین لگا دیئے) جو درختوں کو اس نے کہا کہ تم موسم بہار میں بہت جھڑ کر گے وہ موسم بہار ہی میں جھڑ کرتے ہیں۔ یہ نہیں کہ کوئی درخت اپنی مرضی سے اپنے پتے جھاڑ کر اور ننگ دھڑنگ ہو کر دنیا کے سامنے آ جائے مثلاً موسم خزاں میں پتے جھاڑنے والے درخت موسم بہار میں آئیں اور کہیں کہ ہم ان درختوں کی طرح جو موسم بہار میں پہلے پتے جھاڑ کر نئے پتے لگاتے ہیں اپنے پتے جھاڑ کر بہار کے موسم میں نیا لباس پہنیں گے یا انہوں نے کہا ہم نے پرانا لباس نہیں دینا تھا وہ موسم خزاں میں ملتا ہے ہم بہار میں ہم یہ نیا وہ لباس نہیں بدلا دوسرے سکتے

مستقیم کلام — حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اللہ تعالیٰ کو خاکساری پسند ہے

تکبر سے نہیں ملتا وہ دلدار — ملے جو خاک سے اسکو ملے یار
کوئی اس پاک سے جو دل لگاوے — کرے پاک آپ کو تب اسکو پاوے
پسند آتی ہے اس کو خاکساری — تذلّل ہے رہِ درگاہِ باری
عجب نادان ہے وہ مغرور و گمراہ — کہ اپنے نفس کو چھوڑا ہے بے راہ

بدی پر غیر کی ہر دم نظر ہے
مگر اپنی بدی سے بے خبر ہے

(درِ ثمین اردو صفحہ ۱۰۸)

بہرحال

ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کا حکم جاری ہے

انسان نے سائنس میں بڑی ترقی کی ہے۔ لیکن کوئی سائنسدان بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا اور نہ کرتا ہے کہ میں نے خدا تعالیٰ کے قانون کو توڑ کر کچھ حاصل کیا ہے۔ خدا تعالیٰ کے قانون کو نہ سائنسدان توڑتا ہے اور نہ توڑ سکتا ہے۔ چاہے وہ خدا کو مانتا ہو یا نہ مانتا ہو۔ اگر وہ خدا کو نہ مانتا ہو تو وہ خدا تعالیٰ کے قانون کی بجائے قانونِ قدرت کہہ دے گا۔ اللہ تعالیٰ کے نئے سے نئے احکام اور قوانین انسان کے سامنے آتے رہتے ہیں۔ لیکن یہ کہ کوئی سائنسدان اللہ تعالیٰ کے کسی قانون کو توڑ کر کوئی نئی چیز بنائے یہ کسی سائنسدان کا دعویٰ نہیں اور نہ یہ بات اس کے دائرہ میں آ سکتی ہے۔ چاہے وہ خدا کو مانتا ہو یا نہ مانتا ہو بہرحال ایک تو اس طرح اللہ تعالیٰ کا حکم جاری ہوتا ہے۔

دوسرا بظاہر اللہ تعالیٰ کے حکم کے اجراء کا ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ اس نے ایک ایسی مخلوق پیدا کی جسے اس نے کہا کہ میں تجھے بعض ایسے احکام دوں گا جن کے متعلق تجھے یہ قدرت اور اختیار بھی دے دوں گا کہ اگر تو چاہے تو ان کا انکار کر دے۔ اور ایک ظاہر بین نگاہ میں (جو محض ظاہر کو دیکھتی ہے) گویا انسان نے خدا کا حکم توڑ دیا۔ وہ سمجھتا ہے کہ خدا کا حکم اس معنی میں جاری نہیں تھا۔ حالانکہ حکم کو توڑنے کی طاقت اور قوت اللہ تعالیٰ نے ہی اسے دی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ایک انسان کو جو خدا کے حکم کو بشاشت کے ساتھ اپنی مرضی اور اختیار سے قبول کرنے والا ہو پیدا ہی نہ کرتا تو یہ شکل ہمارے سامنے نہ آتی۔ اللہ تعالیٰ کا ایسی مخلوق پیدا کرنے کا منشاء یہ تھا کہ وہ دنیا کو یا فرشتوں کو یہ بتائے کہ ہم نے ایک ایسی مخلوق پیدا کی ہے کہ جو اپنے اختیار اور اپنی مرضی سے ہمارے احکام کے نیچے اپنی گردن رکھتی ہے۔ خواہ ایسا کرنے میں دنیوی اور جسمانی طور پر اسے کتنی ہی تکلیف کیوں محسوس نہ ہو۔ لیکن

اس سے بھی بڑھ کر یہ بات ہے

کہ خدا تعالیٰ کا حکم اپنی پوری شکل میں یہاں بھی جاری ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا صرف یہ حکم نہیں کہ تم میری عبادت کرو اور اس کے تقاضوں کو پورا کرو بلکہ جو حکم اور فیصلہ اللہ تعالیٰ نے جاری کیا ہے یہ ہے کہ تم میرے احکام اور اوامر و نواہی کی پابندی کرو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو میں تمہیں اپنی رضا کی جنتوں میں داخل کروں گا۔ اور اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو تم جہنم میں جاؤ گے یہ ہے پورا بنیادی حکم جو اس آزاد انسان کی دنیا میں ہمیں نظر آتا ہے۔ اس حکم کو کوئی شخص توڑ نہیں سکتا۔ کوئی شخص یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ میں خدا تعالیٰ کے احکام کو توڑوں گا۔ اور جن باتوں سے رکنے کی اس نے مجھے تعلیم دی ہے وہ میں کروں گا اور پھر بھی میں خدا کی جنت میں چلا جاؤں گا۔ یہ ہو نہیں سکتا۔ حکم خدا کا ہی جاری ہے۔ خدا کی جنت میں وہی جائے گا جو برضا و رغبت اپنے اختیار اور مرضی اور بشاشت سے قربانیاں دیتے ہوئے ان احکام کو خلوص نیت کے ساتھ اپنی زندگی میں پورا کرے گا۔ اسی کے نتیجہ میں اس کی جنت ملتی ہے۔ مگر وہ بدقسمت اور بدبخت گروہ جو

اپنے رب کی عظمت اور اس کے جلال

کو پہچانتا نہیں وہ اپنی مرضی اور اس اختیار سے جو اللہ تعالیٰ نے اسے دیا ہے اللہ تعالیٰ کے احکام کے ایک حصہ کو بظاہر توڑتا ہوا نظر آتا ہے لیکن دراصل وہ اسے توڑ نہیں رہا۔ دراصل اس کے سامنے دو راستے ہیں۔ ان دونوں راستوں میں سے غلط راستہ کو جو مستقیم نہیں وہ اختیار کرتا ہے لیکن پہنچتا وہیں ہے جہاں اسے یہ غلط راستہ پہنچاتا ہے۔ یعنی دوزخ میں یہ نہیں کہ وہ غلط راستہ پر چلنا شروع کر دے اور اس غلط راستہ کو مجبور کرے کہ وہ اسے جنت تک پہنچا دے۔ یہ بات ہمیں نظر نہیں آتی۔ غرض اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم میرے اوامر اور میرے نواہی کو خالصتہً میرے لئے قائم کرو۔ دنیا میں میری عظمت اور جلال کو قائم کرو۔ میرے اوامر و نواہی کو اپنے معاشرہ میں اور اپنی زندگیوں میں قائم کرو۔ اور ان محاذ پر جو مختلف ہیں [illegible] خدائی بن کر ان کا مقابلہ کرو۔ یہ محاذ دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک اندرونی اور ایک بیرونی۔ تم ان دونوں کا مقابلہ کرو۔

پس کہا مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ جہاں تک میرے احکام اوامر و نواہی کا تعلق ہے تم اخلاص کے ساتھ اور محض اللہ کے لئے ان کو اپنی زندگیوں میں قائم کرو تو تم میری عبادت بجا لانے والے ہو گے ورنہ نہیں۔ نفس کی خواہشات ہیں جن کو ہم ہوائے نفس کہتے ہیں سستیاں ہیں غفلتیں ہیں بے اعتنائی ہے

عظمتِ باری اور جلالِ باری کے احساس کا فقدان

یا اس کی کمی ہے۔ یہ ساری چیزیں انسان کو خدا تعالیٰ کے منشاء کے خلاف اور اس کے احکام کے خلاف لے جاتی ہیں۔ پس خدا نے کہا کہ میں نے تمہیں اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے اور اس بات کا تقاضا یہ ہے کہ معاشرہ کے متعلق۔ اقتصادیات کے متعلق سیاست کے متعلق یا جس دائرہ کے اندر بھی تمہیں غلبہ ملے یا تمہیں راعی بننے کی توفیق ملے۔ اس کے اندر میرا حکم جاری ہونا چاہیئے۔ اگر تم اس دائرہ میں میرے حکم کے اجراء کی کوشش کرو گے تو تم میرے سچے اور حقیقی عبادت گزار بندے بنو گے ورنہ نہیں بنو گے۔ پس

پانچواں تقاضا

اللہ تعالیٰ کی عبادت کا جس کیلئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا ہے۔ یہ ہے کہ اس کے حکم کو ہم قائم کرنے والے ہوں اور اوامر و نواہی کی نگرانی کرنے والے ہوں کہ ہمارے ماحول میں۔ ہمارے نفسوں سمیت خدا کے حکم اور امر کے خلاف کوئی نہ جائے۔ اور اس نے ہماری روحانی اور جسمانی ترقیات کیلئے جو پابندیاں ہم پر لگائی ہیں ان کا احترام کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلہ میں نفسانی خواہشات اور ارادوں کو کچھ نہ سمجھا جائے اور اس بات کا بھی خیال رکھا جائے کہ کوئی دوسری ایجنسی۔ کوئی دوسرا فرد یا جماعت اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی میں اپنے اثر و رسوخ کے نتیجہ میں کوئی خرابی نہ پیدا کرے۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم عبادت کے اس تقاضا کو پورا کرو گے تو تم

اللہ تعالیٰ کی حفاظت

میں آ جاؤ گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا (الطور ۴۹) جو شخص اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی پر ثبات قدم دکھاتا ہے اور استقلال اور استقامت کے ساتھ ان پر قائم ہو جاتا ہے۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا۔ لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ کے احکام کا خیال نہیں رکھتا وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں نہیں آ سکتا۔

چھٹا تقاضا

جو اللہ تعالیٰ کی عبادت ہم سے کرتی ہے یہ ہے کہ انسان اپنی اس زندگی میں بہت سی عادتیں پیدا کر لیتا ہے۔ وہ عادتیں پختہ ہو جاتی ہیں۔ ان عادات کے متعلق بھی ہر وقت ہوشیار اور چوکنا رہ کر اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنا چاہیئے۔ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ۔ الدین کے ایک معنی عبادت کے بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارے اندر یا ان لوگوں میں جن کے تم راعی مقرر کئے گئے ہو کوئی ایسی عادت نہیں پیدا ہونی چاہیئے جو عبادت میں اخلاص کے سوا کچھ اور ہو۔ یعنی جو اللہ تعالیٰ سے تعلق کو قائم کرنے کی بجائے خدا تعالیٰ سے دور لے جانے والی ہو۔ ماحول کے بد اثرات عاداتِ بد پیدا کر دیتے ہیں اور ان کے بہت بھیانک نتائج نکلتے ہیں۔ تمہاری عادات بھی خالصتہً اللہ کے لئے ہونی چاہیئں۔ وہ اس غرض سے ہونی چاہیئں کہ

اللہ تعالیٰ کی رضا

ہمیں حاصل ہو۔

عادات کا تعلق عبادات سے بڑا گہرا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت سی جگہ اس پر روشنی ڈالی ہے۔ اور عبادات میں ان کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے مخلص بندے ترقی بھی کرتے رہتے ہیں یعنی وہ اپنی قربانی کو بڑھاتے رہتے ہیں تا ان کو دوسرا ثواب مل جائے۔ بعض انسانوں کی عبادتیں، یا یوں کہنا چاہیئے کہ ہر انسان کی بعض عبادتیں زندگی کے بعض حصوں میں ایسی ہوتی ہیں جن کی اسے عادت نہیں پڑتی۔ نفس اور عبادت میں ایک قسم کا جہاد شروع ہو جاتا ہے اور کبھی سستی ہو جاتی ہے تو انسان خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ لیکن پھر ایسی عادت پڑ جاتی ہے کہ انسان اس کے بغیر رہ ہی نہیں سکتا۔ مثلاً الٰہی جماعتوں میں اخلاص میں ترقی کرنے والے ہزاروں ہمیں نظر آتے ہیں جو آگے ہی آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ اور اچھے نیک انجام کو پہنچتے ہیں لیکن اکّا دکّا ایسا بھی نظر آتا ہے جو اخلاص میں ترقی کرتے کرتے بلند مقام پر پہنچ جانے کے بعد پھر وہاں سے نیچے آنا شروع ہو جاتا ہے۔ العیاذ باللہ۔ جو لوگ اپنے اندر یا اپنے ماحول میں یا اپنے بچوں میں اچھی عادتیں پیدا نہیں کرتے وہ بڑا خطرہ مول لے رہے ہوتے ہیں۔ بچوں میں کسی نیک کام کی عادت پڑ جائے تو وہ بہت مفید ہوتی ہے مثلاً مسجد میں آنے کی عادت ہے۔ میں نے ایسے بچے تو دیکھے ہیں جو چھوٹی عمر کی وجہ سے یا بچپن میں تربیت کی کمی کی وجہ سے، مسجد میں آتے ہیں تو

آدابِ مسجد کا خیال

نہیں رکھتے۔ لیکن مسجد میں آنے کی عادت بڑی اچھی ہے۔ اور ہم امید رکھتے ہیں کہ وہ بعد میں آدابِ مسجد کا خیال بھی رکھنے لگ جائیں گے۔ لیکن اگر بد عادات پڑ جائیں تو نیک اعمال خطرہ میں پڑ جاتے ہیں۔ نیک اعمال کے راستہ میں بد عادات روک بن جاتی ہیں۔ ان کے نتیجہ میں غیر کے سامنے بھی

جھکنا پڑتا ہے۔ مثلاً بعض قومیں ہیں انہیں ایک خاص معیار کی عادت پڑ جاتی ہے۔ اور جب ان کا یہ معیار خطرہ میں ہوتا ہے تو وہ دوسری قوموں کے سامنے جھک جاتی ہیں۔ وہ انہیں کہتی ہیں کہ ہمیں کچھ دو ورنہ ہم مرے حالانکہ انہیں کوئی حقیقی خطرہ نہیں ہوتا۔ صرف عادت کی وجہ سے موت کا احساس پا سکتے ہیں۔ میں

اس کی ایک مثال

دیتا ہوں۔ اگر ہمارے ملک میں کپڑا درآمد کرنا بند کر دیا جائے۔ تو ہمارے ملک کے شاید ۹۹ فیصدی شہری ایسے ہوں گے جن کو اس کا کوئی احساس ہی نہ ہوگا۔ لیکن ایک فیصدی یا شاید ہزار میں سے ایک ایسا بھی ہوگا جو شور مچانا شروع کر دیگا کہ ہم مارے گئے ہم مارے گئے کیونکہ ان کو ہر دوسرے مہینے نیا سوٹ اور وہ بھی دو تین سو روپے فی گز والے کپڑے پہننے کی عادت ہوتی ہے۔ اور یہ عادت غیروں کے سامنے جھکنے پر مجبور کرتی ہے۔ اگر کپڑا میسر آجائے تو اس کے پہننے میں کوئی حرج نہیں لیکن یہ خواہش رکھنا کہ باہر سے کپڑا ضرور آتا رہے میرے نزدیک بے غیرتی ہے کئی دفعہ مجھے خیال آتا ہے کہ اگر باہر سے کپڑے کی درآمد بالکل بند کر دی جائے یا باہر سے موٹروں کی درآمد بالکل بند کر دی جائے یا اور بہت سی چیزیں ہیں اگر ان کی درآمد بند کر دی جائے تو ہمیں کوئی نقصان نہیں ہوگا بلکہ نقصان کی بجائے ہمیں فائدہ ہوگا مثلاً عورتوں کے استعمال کی چیزیں لپ سٹک اور فیس پوڈر وغیرہ ہیں ان کی درآمد بند کر دینے سے نقصان کی بجائے ملک کو فائدہ ہوگا۔ جو مستورات ان چیزوں کا استعمال کر رہی ہیں ان کی صحت پر بھی اس کا کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ ان کی عزت اور وقار پر بھی اس کا کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ ان کے حقیقی آرام پر بھی اس کا کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ ان کی جو زندگی خدا کے نزدیک مقدر ہے۔ یعنی عام حالات میں جتنے سال انہوں نے زندہ رہنا ہے اس پر بھی اس کا کوئی اثر نہیں پڑے گا لیکن جن مستورات کو ان چیزوں کی عادت پڑ چکی ہے وہ شور مچا دیں گی کہ "ہائے ہم لپ سٹک کے بغیر کس طرح زندہ رہ سکیں گی۔" حالانکہ لپ سٹک کا ان کی زندگی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ ہاں ان کی عادت کے ساتھ ضرور تعلق ہے۔ غرض بری عادتیں بری ہیں۔ سب سے زیادہ خرابی یہ ہے کہ وہ انسان کو غیر اللہ کی طرف جھکنے پر مجبور کر دیتی ہیں۔ حالانکہ

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے

ایسے سامان پیدا کئے ہیں کہ کوئی انسان اپنی نشوونما اور اپنی ارتقاء کے لئے غیر اللہ کا محتاج نہیں ہے۔ لیکن گندے ماحول کے نتیجہ میں ایسی بری عادتیں پڑ جاتی ہیں کہ بعض مضحکہ خیز مطالبے شروع ہو جاتے ہیں جہاں تک لپ سٹک یا موٹر کا تعلق ہے یا درآمد کئے ہوئے کپڑوں کا سوال ہے میری ذاتی رائے یہ ہے کہ ان کے استعمال کو ترک کرنے سے قوم کو فائدہ پہنچ سکتا ہے نقصان کوئی نہیں پہنچے گا۔ ان لوگوں کو بھی جن کو مثلاً بڑی بڑی کاریں استعمال کرنے کی عادت پڑی ہوئی ہے اس کا کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ جہاں تک کپڑے کا سوال ہے اگلے دس پندرہ سال تک ان کی عادتیں پوری ہوتی رہیں گی کیونکہ انہوں نے اتنے جوڑے بنائے ہوئے ہیں کہ وہ دس پندرہ سال تک چلیں گے صرف جہاں تک روز نئے سوٹ اور جوڑے پہننے کا سوال ہے اس میں ضرور فرق پڑے گا۔

بعض مردوں کو یہ شوق ہوتا ہے

کہ وہ ہر دوسرے تیسرے مہینے ایک نئے سوٹ میں ملبوس نظر آئیں یا بعض مستورات سمجھتی ہیں کہ ہمیں ہر روز ایک نیا جوڑا پہننا چاہیئے۔ اور یہ نہایت گندی عادت ہے اس کا ایک نقصان یہ ہوتا ہے کہ غریب طبقہ کے دلوں میں بے اطمینانی پیدا ہوتی ہے ملک میں ہزار قسم کی خرابیاں اور فساد پیدا ہوتے ہیں۔ اگر ضرورت پڑے تو دو تین جوڑوں سے بھی آدمی کام لے لیتا ہے۔ اسلام نے یہ نہیں کہا کہ روز نیا جوڑا پہنو۔ ہاں اس نے یہ حکم دیا ہے کہ صاف رہو۔ صاف لباس میں ملبوس رہو۔ اور دو جوڑے کپڑے رکھنے والے بھی صاف رہتے ہیں۔ اور میں نے اپنی ان آنکھوں سے دیکھا ہے کہ جن لوگوں کے پاس دس دس جوڑے کپڑے ہوتے ہیں وہ بعض دفعہ اتنے گندے ہوتے ہیں کہ ان کے پاس بیٹھا نہیں جاتا ان کے کپڑوں اور جسموں سے بدبو آرہی ہوتی ہے

غرض گندی اور

بری عادت خدا سے دور لے جاتی ہے

اور قومی خدمات میں سستی پیدا کرنے کا موجب بنتی ہے۔ جس شخص نے حقوق اللہ اور حقوق العباد ہر دو کو ادا کرنا ہو اس کے اندر بری اور گندی عادت نہیں ہونی چاہیئے اگر اس میں بری اور گندی عادت پیدا ہو گئی تو وہ حقوق اللہ کو ادا نہیں کر سکے گا یا حقوق العباد کو ادا نہیں کر سکے گا۔

پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم اس بات کا خیال رکھو کہ

مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ

جو عادت بھی تمہارے اندر پیدا ہو وہ ایسی نہ ہو کہ نیک اعمال میں روک بنے۔ غیر اللہ کے سامنے جھکنے پر مجبور کرے حقوق العباد کی ادائیگی میں روک پیدا کرے۔ اس کے مقابلہ میں ایسی عادات ڈالو جن کے نتیجہ میں نیک اعمال بلا تکلف سے سرزد ہوتے رہیں۔ جن کے نتیجہ میں انسان اپنی طبیعت اور عادت سے مجبور ہو جائے کہ ہر وقت خدا تعالیٰ کے سامنے سربسجود رہے۔ اور اس کے ذکر میں محو رہے اور جن کے نتیجہ میں جب اللہ تعالیٰ کے احکام کو دیکھ کر بنی نوع انسان کی ہمدردی جوش میں آئے تو ہر انسانی عادت بنی نوع انسان کی ہمدردی پر اسے مجبور کر رہی ہو اور قومی خدمت میں سستی نہ کرے

ساتواں تقاضا

اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت، جس کا ہمیں حکم دیا گیا ہے ہم سے یہ کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اس دنیا کا نظام اس طرح بنایا ہے کہ تم میں سے ہر ایک اپنے اپنے ماحول میں ایک حاکم کی حیثیت رکھے گا اور وہ اپنے ماحول پر غالب ہوگا۔ تم راعی بن جاؤ گے۔ ایسے حالات میں تم میں سے جسے جس حد تک غلبہ اور طاقت اور اثر و نفوذ حاصل ہو وہ اسے اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کر دے۔ یعنی وہ اپنے غلبہ اور طاقت کا غلط استعمال نہ کرے۔ بلکہ اس کا ایسے رنگ میں استعمال کرے کہ اللہ کی رضا اور خوشنودی اسے حاصل ہو اور جو کچھ کیا جائے اس کی اطاعت میں کیا جائے۔

ہمارے ہاں کہتے ہیں "اللہ مالک ہے" یہ محاورہ بڑا پیارا ہے حقیقت یہی ہے کہ اللہ ہی مالک ہے۔ اللہ کے سوا وہ کونسی ہستی ہے جو کسی چیز کی بھی مالک ہو۔ اور جو بھی غلبہ اور طاقت ملتی ہے وہ خدا تعالیٰ سے ہی ملتی ہے وَاللّٰهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَنْ يَّشَاءُ (البقرہ ۲۴۸) اللہ جسے چاہتا ہے طاقت اور غلبہ اور حکومت دیتا ہے۔ حکومت سے مراد صرف کسی قوم یا ملک کی بادشاہت نہیں بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر ایک گھر کا ایک بادشاہ ہے۔ اپنے ماحول کا ایک بادشاہ ہے یعنی اپنے اپنے ماحول میں ہر ایک کو طاقت اور غلبہ حاصل ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ملک اور طاقت اور غلبہ اور بادشاہت تو اللہ کی ہے لیکن اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کاملہ سے اپنے بندوں میں سے بعض کو کسی نہ کسی رنگ میں غلبہ یا اثر و رسوخ دیتا ہے طاقت عطا فرماتا ہے۔ اس لئے تم اس طاقت اور اثر کو اس طرح استعمال کرو جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اور جس طرح ایک اور آیت میں اس نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ (فاطر ۱۴)

لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ (التغابن ۲)

یعنی اللہ تعالیٰ رب ہے۔ ساری بادشاہت اور غلبہ اور طاقت اسی کو حاصل ہے۔ جہاں تک تمہارا تعلق ہے لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ۔ اپنی زندگیوں کو اس طرح گزارو کہ اللہ تعالیٰ کی بادشاہت اور اس کے مالک ہونے کا احساس دنیا میں پیدا ہو جائے اور یہ احساس پیدا ہو کہ وہ تمام تعریفوں کا مستحق ہے۔ کیونکہ

جو اس کے بندے بن جاتے ہیں

وہ ایسے کام کرتے ہیں کہ انسان کو مجبور ہو کر ان کی تعریف کرنی پڑتی ہے اور جب انسان کو مجبور ہو کر اللہ کے بندوں کی تعریف کرنی پڑتی ہے تو اللہ جس نے اس بندہ کو پیدا کیا کس قدر تعریف اور حمد کا مستحق ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ انسان اپنی طاقت کے استعمال میں تمام بدیوں سے اپنے آپ کو اس طرح بچائے کہ انسانی عقل اس سے یہ نتیجہ نکالے کہ جس اللہ کی طرف یہ منسوب ہونے والا ہے اس کی حمد۔ اس کی تعریف الفاظ اور بیان سے باہر ہے۔ ایسے انسان میں تکبر نہیں پیدا ہوتا کیونکہ جب انسان اس یقین پر قائم ہو کہ تمام طاقت اور غلبہ اور

بادشاہت اللہ کی ہے

وَاللّٰهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَنْ يَّشَاءُ انسان کو جو کچھ ملتا ہے وہ اللہ کی منشاء اور ارادہ سے ملتا ہے تو پھر اس کی اپنی تو کوئی خوبی نہ رہی۔ اس لئے اس کی زبان پر اپنی بڑائی کی بجائے لَا فَخْرَ کا نعرہ ہوتا ہے۔ یعنی وہ کہتے کہ مجھ میں کوئی فخر کی بات نہیں۔ میں اپنے اندر کوئی خوبی نہیں پاتا اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل اور رحم سے مجھے یہ عطا کیا ہے۔ اور ایسا شخص کوئی ایسا کام نہیں کر سکتا جو اللہ کی مخلوق کو دکھ پہنچانے والا ہو۔ ایسا انسان کبھی ظالم نہیں ہوگا۔ کیونکہ وہ

اس یقین پر

کھڑا ہوگا کہ بادشاہت اللہ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نمائندہ ہونے کی حیثیت

سے رباپ ہونے کی حیثیت سے۔ ماں ہونے کی حیثیت سے۔ ماسٹر ہونے کی حیثیت سے۔ یا پرنسپل ہونے کی حیثیت سے، اپنی جماعت کے صدر یا سیکرٹری ہونے کی حیثیت سے۔ یا دوسری ہزار حیثیتوں میں) انسان کو طاقت اور غلبہ ملتا ہے۔ صرف کسی

ملک یا قوم کی بادشاہت

کی حیثیت سے ہی نہیں۔ انسان یہ کہتا ہے کہ یہ طاقت اور غلبہ تو دراصل خدا کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ وہی ہر چیز کا مالک ہے اس نے مجھے طاقت اور غلبہ میں جس کا وہ منبع اور سرچشمہ اور حقیقی مالک ہے اس لئے شامل کیا ہے کہ میں اس کی مخلوق کی بھلائی کے کام کروں۔ ایسا انسان ظلم کر ہی نہیں سکتا۔

غرض الدین کے ایک معنی

غلبہ کے بھی ہیں۔ اور صحیح عبادت کا ساتواں تقاضا یہ ہے کہ وہ غلبہ مخلصین لہ ہو۔ یعنی خالص اللہ کے لئے انسان اپنے اپنے ماحول میں اپنے غلبہ کا استعمال کرنے والا ہو۔ اور خدا کی حمد کے جذبہ کو انسان کے دل میں پیدا کرنے والا ہو۔ تکبر اور ظلم اور دوسری ایسی برائیاں جو اللہ کی طرف ہونے والوں میں نہیں پائی جانی چاہئیں وہ اس میں نہیں پائی جانی چاہئیں
باقی حصہ میں انشاء اللہ پھر بیان کروں گا

درخواستہائے دعا

۱۔ میں اپنی ملازمت کے سلسلہ میں بعض پریشانیوں سے دوچار ہوں۔ ان پریشانیوں کے ازالہ کے لئے دعا کی درخواست ہے
خاکسار ڈاکٹر محمد حسین ساجد۔ پورٹ لینڈ

۲۔ میں ۱۶ جولائی کو ایک امتحان دے رہا ہوں اس میں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے
خاکسار ڈاکٹر محمد طاہر۔ امریکہ

اعلانِ نکاح

خاکسار کی دوسری لڑکی امۃ اللہ شمیم کا نکاح عزیز سید وسیق الدین احمد سلمہ ابن سید جلال الدین احمد آف سونگڑہ سے دو ہزار روپیہ مہر پر مولوی سید محمد احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ نے ۲۳ شہادت کو پڑھا۔ عزیز وسیق موصوف سونگڑہ کے مشہور ولی اللہ حاجی حسن رح کا نکڑ نواسہ ہے۔ انہی بزرگ نے کہا تھا کہ امام مہدی پیدا ہو گیا ہے اور ظہور ابھی نہیں آیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے سے قبل آپ فوت ہو گئے تھے۔ احباب اس رشتہ کے جانبین کے لئے بابرکت ہونے کی دعا کریں۔ خاکسار سید یعقوب الرحمن۔ سونگڑہ

ہفت روزہ "نشیمن" بنگلور کے نام ایک مراسلہ اور اُس کا جواب

عذرِ گناہ بدتر از گناہ کی ایک واضح مثال

از مکرم حکیم محمد دین صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ مقیم بنگلور۔ میسور

جماعت احمدیہ کے خلاف اخبار "نشیمن" بنگلور مجریہ ۱۸ر مئی ۱۹۶۹ء میں ایک نوٹ شائع ہونے پر مبلغ سلسلہ احمدیہ مقیم بنگلور مکرم حکیم محمد دین صاحب نے ایک مراسلہ اور مضمون اخبار نشیمن کو اشاعت کے لئے بھیجا۔ تا کہ جو غلط فہمی شائع شدہ مخالفانہ مضمون سے جماعت احمدیہ کے بارہ میں پھیلائی گئی ہے، معقولی رنگ میں اس کا ازالہ ہو۔ مگر ایڈیٹر صاحب موصوف نے مضمون کو شائع نہ کیا بلکہ نشیمن کے مضمون نگار کی طرف سے ایک جواب بھجوایا۔ ذیل میں یہ ساری خط و کتابت مع حکیم صاحب کے مدلل مضمون کے نقل کیا جاتا ہے۔ امید ہے ان سب کا مطالعہ قارئین بدر کی دلچسپی اور ازدیادِ علم کا باعث ہوگا۔ آخر میں مراسلہ کے جواب پر ہمارا تبصرہ بھی ملاحظہ فرمایا جائے — ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بخدمت مکرم و محترم جناب ایڈیٹر صاحب ہفت روزہ نشیمن بنگلور

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آپ کے مؤقر اخبار مجریہ ۱۸ر مئی ۱۹۶۹ء میں ہماری جماعت کے مقدس امام کی طرف تحریف قرآن کا ناپاک الزام عاید کرتے ہوئے اس کے صفحہ ۸ پر جو مضمون یا مکتوب شائع ہوا ہے اس کے بارے میں اس ناپاک الزام کے ازالہ کے طور پر مندرجہ ذیل مضمون اپنے اخبار میں شائع فرما کر ممنون فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ فقط

والسلام
خاکسار حکیم محمد دین
مبلغ جماعت احمدیہ مقیم بنگلور

شوقِ تکفیر، مودودیت نوازی۔ اور الزامِ تحریفِ سورۂ فاتحہ کی بدترین مثال:

ہفت روزہ نشیمن بنگلور مجریہ ۱۸ر مئی ۱۹۶۹ء میں "قادیانیت نوازی کی بدترین مثال" کے عنوان سے ایک تحریر یوسف صاحب آف ... ہاڑی کی خامہ فرسائی قارئین کے ملاحظہ میں آئی ہو گی۔ شوقِ تکفیر اور مودودیت نوازی کی دھن میں ان کا قرآن پاک کے نام نہاد غیرت کا اظہار۔ اہلِ اسلام اہل قبلہ۔ اہل قرآن اور امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افراد کیلئے "قادیانیت" کا نام استعمال کر کے "لا یسخر قوم" کی تعلیم کو پامال کرنا اور "ولا تنابزوا بالالقاب" کے ارشادِ باری کو خاطر میں نہ لانا۔ یہ وہ اسلام ہے جس کی بنا پر جماعت احمدیہ کا نام ان کی لغت میں قادیانیت لکھا ہے آخر یہ کس کے کردار اور روش کی اتباع ہے؟ کیا ان کا یہ فعل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک اسوہ کی تقلید کہلانے کا مستحق ہے؟ یا یہ ان لوگوں کی اتباع ہے جنہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں کا نام صابی رکھا تھا؟

موصوف نے اس غیظ و غضب کا اظہار جس بنا پر کیا ہے ان کے ناقص علم میں یہ سورۂ فاتحہ کی تحریف ہے۔ (خدانخواستہ) موصوف نے کتاب "احمدیت یعنی حقیقی اسلام" (مصنفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب رضی اللہ عنہ) میں جو دعا مصنف نے اپنے الفاظ میں تحریر کی ہے اس کا نامکمل اقتباس لکھ کر مغالطہ دہی کی کوشش کی ہے۔ ذیل میں مکمل دعا مصنف کے الفاظ میں درج ہے:-

" الحمد للہ رب العٰلمین الرحمٰن الرحیم مٰلک یوم الدین ایاک نعبد و ایاک نستعین و ایاہ ندعوا ان یھدینا الی صراط مستقیم صراط الذین انعم علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضآلین۔ اللّٰھم یا رب الھمنا ما یکون فیہ رضاک وارزقنا تقواک و صدق حشوا طرنا و نق افکارنا و جنبنا علی متابلۃ الشر و دواعیہ و شجعنا علی مخالفۃ الخناس و مساعیہ "

اس بارہ میں موصوف کے لئے یہ لازم تھا کہ فتوئے تحریف صادر کرنے اور بدظنی کو انتہا تک پہنچانے سے قبل مصنف کے نمائندوں یعنی جماعت احمدیہ کے علماء سے اس بارہ میں استفسار فرماتے کیونکہ قرآنِ مجید نے "ولا تقف ما لیس لک بہ علم" کی تلقین اسی لئے فرمائی ہے۔ اگر بالفرض ان کی تسلی نہ کی جاتی اور جواب باصواب سے ان کو مطمئن نہ کیا جاتا تو ان کے لئے لب کشائی کی گنجائش تھی مگر وہ بھی اسلامی آداب کو ملحوظ رکھ کر۔ الطریقۃ کلھا ادب

مصنف کتاب "احمدیت یعنی حقیقی اسلام" نے اگر خدانخواستہ تحریف کی ہوتی تو اس کا ثبوت ان کی معرکۃ الآرا تفاسیر تفسیر کبیر تفسیر صغیر اور دیگر بے شمار تصانیف میں ضرور موجود ہوتا۔ حق تو یہ ہے کہ مصنف موصوف نے سورۂ فاتحہ کے حقائق و معارف کی سینکڑوں بے نظیر تفاسیر اپنی کتب۔ لیکچروں اور خطبات میں بیان کی ہیں جن کا نام و نشان بھی متقدمین کی کتب میں نظر نہیں آتا۔ حیف ہے ایسے عاشق قرآن کو جس نے دنیا بھر میں قرآنی علوم کا ڈنکا بجایا اور اسے دنیا بھر کی مشہور زبانوں میں شائع کر کے قرآنی علوم کی ارزانی کی۔ جس کی تحریرات پڑھ کر اقوام کے بے شمار لوگ اسلام میں داخل ہوئے اسے قرآن مجید کا محرف قرار دیا جائے۔ یاد رکھیے کہ

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو

خدا تعالےٰ کی قرآن مجید میں نازل کردہ سورتوں میں سے سورۂ فاتحہ بھی ایک سورۃ ہے۔ جو دعائیہ سورۃ ہے۔ جو منجملہ دوسری ادعیہ قرآن سے ہے۔ اس کے دوسرے نمبر پر ادعیہ ماثورہ ہیں۔ ان ادعیہ کے بارہ میں یہ جائز ہے کہ انسان اپنے حالات۔ موقع و محل کے مطابق ان کی ضمائر اور صیغے حسب ضرورت لیتے طور پر دعا کرتے ہوئے استعمال کرے۔ ایسے شخص کے نزدیک سورۂ فاتحہ کا متن وہی ہوگا جو قرآن میں موجود ہے اور جو نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ مشہور و معروف کتب ادعیہ قرآن و حدیث میں یہی اسلوب ایک مسلّمہ حقیقت ہے۔ ملاحظہ ہو کتاب "سبیل الخیرات بملازمۃ الادعیہ و الصلوات علی الحبیب المختار صلے اللہ علیہ وسلم" مطبوعہ مدینہ منورہ

اس کتاب میں قرآنی ادعیہ میں ایسی تبدیلی اس بات کی دلیل ہے کہ یہ طریق قابلِ اعتراض نہیں۔ اور اس کا نام تحریف رکھنا سراسر زیادتی اور سینہ زوری ہے ذیل میں محولہ بالا کتاب میں ایسی قرآنی ادعیہ کے نمونے درج ہیں۔ مثلاً

۱۔ ولا تزغ قلبی بعد اذ ھدیتنی وھب لی من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب

(دعا من استیقظ من النوم کتاب محولہ بالا صہ۱)

(۲) اعناعلیٰ ذکرک، وشکرک وحسن عبادتک (الفتح الخامس من الصلوٰت کتاب محولہ بالا صہ۳۶)

(۳) اللّٰھم اشرح صدورنا ویسّر امورنا.... (الفتح رابع عشر من الصّلوٰات - کتاب محولہ بالا صہ۶۵)

(۴) نابالغ بچے کی دعائے جنازہ کی تذکیر و تانیث میں حسب حالات تبدیلی کی جاتی ہے۔

جہاں تک سورۂ فاتحہ کے اصل متن کا سوال ہے مصنف "احمدیت یعنی حقیقی اسلام" کے نزدیک وہی ہے جو ساری دنیا کے مسلمانوں کے نزدیک ہے۔ پھر یہ کس قدر ظلم ہے کہ ان کی طرف وہ بات منسوب کی جائے جو ان کے مسلمات کے خلاف ہو۔ امید ہے معترض موصوف اپنے اس فعل پر ندامت کا اظہار کریں گے اور مسلمانوں کو کافر بنانے کے مکروہ شوق سے تائب ہو کر خود مومن بننے اور دوسروں کو مومن بنانے کی تڑپ اپنے اندر پیدا کر کے لعلّک باخعٌ نفسک الّا یکونوا مومنین یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پیارے نمونے کو اختیار کرنے کی کوشش کریں گے۔ کیونکہ دوسروں کو کافر بنانا کوئی نیکی نہیں۔ اس سے زیادہ یہ امر مناسب ہے کہ موصوف بمطابق حکم قرآن علیکم انفسکم اپنے ایمان کی فکر کریں۔ باقی رہا ہماری طرف کفر منسوب کرنا۔ ہمارا ایسے لوگوں کو وہی جواب ہے جو حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ نے فرمایا ہے ؎

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

نیز اپنے اردو کلام میں حضور نے اسے یوں پیش فرمایا ہے ؎

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدّام ختم المرسلیں
سارے حکموں پر ہمیں ایماں ہے
جان و دل اس راہ پر قرباں ہے
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عقاب

وما علینا الّا البلاغ المبین۔ والسّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

خاکسار حکیم محمد دین
مبلغ جماعت احمدیہ مقیم بنگلور

مراسلہ کا جواب از طرف مضمون نگار نشیمن

خاکسار نے اخبار نشیمن کے ایڈیٹر صاحب کو مندرجہ بالا جواب بذریعہ رجسٹری بھجوایا تھا جسے ایڈیٹر صاحب نے اپنے اخبار میں تو شائع نہیں کیا البتہ مضمون نگار کو بھجوا کر مجھ سے راست خط و کتابت کی ان کو ہدایت کی۔ چنانچہ کے محمد یوسف صاحب کا اس بارہ میں جو خط ملا اس کی نقل ذیل میں درج ہے:۔ (نقل مطابق اصل)

۱۰/۶/۶۹　　مدرسہ معدن العلوم حلقہ وانمباڑی

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

محترمی　　خیر و عافیت

ہفتہ وار نشیمن بنگلور میں شائع شدہ میری ایک تنقید پر جس کا تعلق اصلاً مدیر "صدق جدید" جناب عبد الماجد صاحب بی اے دریابادی کی ایک تحریر سے تھا آپ نے گرفت کی ہے۔ آپ کا جوابی مضمون مدیر نشیمن نے اس ہدایت کے ساتھ مجھے روانہ کیا ہے کہ میں آپ کو براہِ راست جواب دے دوں۔ جواباً عرض ہے کہ میری تنقید کی بنیاد مدیر صدق جدید کا وہ نوٹ ہے جو صدق جدید کی ۲۵ اپریل ۱۹۶۹ء والی اشاعت میں درج ہے جس میں مدیر صاحب نے سورۂ فاتحہ کی اس شکل کو تحریف قرار دیا ہے۔ چونکہ تحقیق کی ذمہ داری اولاً انہیں پر عاید ہوتی ہے اس لئے بہتر ہے کہ آپ براہِ راست عبد الماجد صاحب دریابادی سے رابطہ قائم کریں۔ اور صورت حال ان پر واضح کر دیں۔ ممکن ہے وہ آپ لوگوں کی رضاجوئی کے لئے اس کا کچھ تدارک کر دیں۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

خیر خواہ کاتب محمد یوسف

(دستخط)　　کے محمد یوسف
عمید مدرسہ معدن العلوم
وانم بڑی (ہند)
(اسٹامپ)

جواب پر بدر کی گزارشات

جناب کے محمد یوسف صاحب کا یہ جواب حقیقتاً اصل بات سے کھلا فرار ہے اور جو عذر پیش کر کے گریز کی راہ اختیار کی گئی ہے وہ بھی عذرِ گناہ بدتر از گناہ کی ایک واضح مثال ہے۔

مدرسہ معدن العلوم کے یہ عمید صاحب بھی خوب ہیں جو حقیقی معدن العلوم قرآن مجید کی ان ہدایات اور تعلیمات سے بے خبر اور بے عمل محض ہیں۔ جہاں واضح طور پر ایمان کا دعویٰ کرنے والوں کو حکم دیا گیا ہے کہ (۱) کسی بات پر بلا تحقیق و تدقیق کوئی ایسا اقدام کرنے سے پرہیز کی جائے جس پر بعد میں ندامت اٹھانی پڑے۔ (الحجرات آیت ۷)

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لا تقف ما لیس لک بہٖ علم۔ انّ السمع والبصر والفؤاد کلّ اولٰئک کان عنہ مسئولا۔ جس بات کا تمہیں حقیقی علم نہیں اسے زبان پر مت لاؤ۔ یاد رکھو کہ کان آنکھ اور دل سب اعضاء کے بارہ میں باز پرس ہو گی۔

جہاں تک اپنی اہم ذمہ داری کو مولانا دریابادی پر ڈال کر خود کو بری الذمہ قرار دے دینے کی بات ہے سو واضح ہو کہ اگر اس مدرسہ معدن العلوم میں حدیث بھی پڑھانے کا اہتمام ہے تو ممکن ہے کہ عمید المدرسہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بارہا اپنے شاگردوں کو پڑھائی ہو گی کہ

کفیٰ بالمرء کذبا ان یحدث
بکلّ ما سمع

کسی شخص کی طرف سے کذب بیانی کے امکانی پہلوؤں میں سے اس قدر کافی ہے کہ ہر سنی سنائی بات کو بلا تحقیق و تفتیش آگے بیان کرتا چلا جائے ۔۔!! آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بہت ہی پر حکمت ہے اور تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ قوموں میں بے شمار فتنے اسی طرح کی نا تحقیق شدہ باتوں کے پھیلانے سے پیدا ہوئے۔

شاید ایسے ہی بے عمل علماء کے بارہ میں شاعر مشرق کہہ چکے ہیں ؎

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق

جب کسی دینی مدرسہ کے عمید کے علم و عمل کا یہ حال ہو تو اس مشہور کہاوت کے ان پر صادق آنے میں کیا شبہ باقی رہ جاتا ہے ؎

گر ہمیں مکتب است و ہمیں ملّاں
کارِ طفلاں تمام خواہد شد

اس کے باوجود کے محمد یوسف صاحب کا اصل بات کو پی جانا اور مولانا دریابادی صاحب کی طرف رجوع کرنے کی راہ دکھانا اس بات کا پختہ ثبوت ہے کہ موصوف کو ہمارے مبلغ کی اصولی بات مسلم ہے اور کہ پیش کردہ وزنی دلائل کا کوئی معقول جواب ان کے پاس نہیں۔! فاعتبروا یا اولی الابصار

وصیتیں

نوٹ :- وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی شخص کو کسی وصیت پر کسی وجہ سے کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو اطلاع دے۔　　سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیت نمبر ۱۳۷۵۴ منکہ محمد انعام غوری ولد محمد امام غوری قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۶ ۸/۶۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:- اس وقت میری منقولہ و غیر منقولہ جائداد کچھ نہیں۔ میری تنخواہ اس وقت ماہوار مبلغ ستر روپیہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں اور آئندہ جو بھی آمد ہو گی یا اگر کوئی جائداد منقولہ و غیر منقولہ میں پیدا کروں گا تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان حقدار ہو گی۔ میرے مرنے کے بعد میری جس قدر جائداد ہو گی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وارث صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ میں اپنی آمد کی کمی بیشی کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم　　العبد محمد انعام غوری ۱۶-۱۰-۶۸ء

گواہ شد شیخ محمد کارکن دفتر بہشتی مقبرہ قادیان ۱۶-۱۰-۶۸ء　گواہ شد محمد احمد خاں کلرک دفتر بہشتی مقبرہ قادیان ۱۶-۱۰-۶۸ء　گواہ شد مستری زین محمد موصی نمبر ۱۱۶۳۰ قادیان ۱۶-۱۰-۶۸ء

وصیت نمبر ۱۳۷۵۵ منکہ میر احمد دین ولد امیر الدین قوم میر پیشہ زمینداری عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی ساکن یاڑی پورہ ڈاکخانہ یاڑی پورہ ضلع اننت ناگ کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۰-۱-۶۹ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:- میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے (۱) مکان ایک عدد قیمتی ۱۵۰۰/- روپیہ (۲) زمین آبی اوّل گیارہ کنال قیمتی ۲۷۵۰/- روپیہ۔ کل میزان چار ہزار دو سو پچاس روپے ہیں مندرجہ بالا جائداد سے جس قدر آمد ہو گی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں اور یہ بھی لکھ دیتا ہوں کہ آئندہ بھی جو کچھ جائداد حاصل کروں گا۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ میرے مرنے کے بعد جس قدر مندرجہ بالا جائداد کے علاوہ اگر کوئی جائداد موجود ہو گی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ چندہ برائے اعلانِ وصیت مندرجہ صدر نقد ادا کر دئے گئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے صراطِ مستقیم پر چلائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد میر احمد دین موصی بقلم خود۔ گواہ شد شیخ حمید اللہ مبلغ جماعت احمدیہ۔ گواہ شد عبد السلام [illegible] یاڑی پورہ موصی نمبر ۱۳۳۴۵ — تفصیل جائداد جو تصدیق کنندگان نے تحریر کی ہے اور موصی نے تصدیق کی ہے (۱) ایک عدد مکان کچا قیمتی تقریباً ۲۵۰۰/- (۲) زمین آبی [illegible] بارہ کنال ۳۶۰۰/- (۳) کوٹھا ایک لکڑی کا ۱۰۰/- (۴) ایک عدد مکان مویشیوں کے لئے ۳۰۰/- (۵) بکری ایک عدد مع بچہ ۱۵۰/- (۶) بچھڑا ایک عدد ۵۰/- (۷) متفرق از قسم درخت وغیرہ ۱۰۰/- [illegible]

اسلام بمقابلہ عیسائیت ہمیں کیوں پیارا ہے

از محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

ہم مدیر محترم مسیحی رسالہ "ھما" لکھنؤ کے بیحد ممنون ہیں کہ انہوں نے پادری سلطان محمد خاں صاحب پال کے مضمون کے متعلق ہمارا جواب اپنے رسالہ میں شائع کر کے اپنے قارئین کرام کو ہمارے اسلامی نظریات سے مطلع فرمایا ہے۔ اب ہم پادری پال صاحب موصوف کے ایک دوسرے مضمون "مسیحی مذہب مجھے کیوں پیارا ہے" کا جواب بھی دے رہے ہیں اور مدیر محترم سے امید رکھتے ہیں کہ وہ ہمارے اس جواب کو بھی اپنے رسالہ میں شائع کر کے قارئین کو لطف اندوز ہونے کا موقع دیں گے۔ ہم نے پادری صاحب کی جملہ باتوں کو ایک ایک کر کے ان کے بیان کے عین مطابق اسلامی نظریات و تعلیمات سے موازنہ کر کے دکھایا ہے کہ اسلامی تعلیمات کو عیسائی تعلیمات پر گوناں گوں فوقیت و برتری حاصل ہے۔ اگر کوئی مذہب کا طالب صادق عیسائیت کو اختیار کر سکتا ہے تو وہ اس سے بہتر مذہب کو بدرجہ اولیٰ اختیار کر کے اپنا سکتا ہے ——— خاکسار محمد ابراہیم قادیانی

اللہ تعالیٰ کا حقیقی و کامل شکر ادا کرنے سے ہم قاصر ہیں کہ اس نے ہمیں اسلام جیسا اعلیٰ جامع و عالمگیر مذہب عطا فرمایا ہے جس نے آکر سابقہ جملہ مذاہب کی ضروری کمیوں کو پورا کیا اور ان کی گتھیوں کو سلجھایا ہے اور انسانیت کو روحانیت اور اخلاقِ فاضلہ اور اعمالِ صالحہ کے بلند مینار پر کھڑا کر کے اس پر احسانِ عظیم کیا ہے اور ہر طرح اپنے بے پایاں فضلوں سے نوازا ہے

اگر دیگر مذاہب کے ماننے والے صدق دلی اور صحتِ نیت۔ انصاف اور دیانتداری سے کام لے کر اسلام پر تدبر کریں گے اور اپنے اپنے مذہب سے موازنہ کرنے کی کوشش کریں گے تو وہ یقیناً اسلام کو سب سے بہتر پائیں گے ہم پال صاحب موصوف کے مضمون کے مقابلہ میں دکھانا چاہتے ہیں کہ اسلام ہمیں کیوں پیارا ہے۔ قارئین کرام اس موازنہ سے بخوبی معلوم کر سکتے ہیں کہ عیسائیت اور اسلام میں سے کسے برتری و افضلیت حاصل ہے۔ اور کونسا مذہب حقیقتاً پیارا اور نجات دہندہ ہے۔ اور کس میں روحانیت اور زندگی موجود ہے اور کونسا مذہب۔ ان میں سے مردہ اور روحانیت سے خالی و عاری ہے۔ اور کونسا مذہب ناقص اور کونسا کامل، جامع و عالمگیر ہے۔

واضح رہے کہ مذہب کی بڑی اغراض چار ہیں: -

اوّل یہ کہ وہ انسان کو اس کے پیدا کرنے والے کے متعلق صحیح و کامل علم دے اور اس کے پیدا کرنے اور اس کے وجود میں لانے والے کے متعلق پورے طور پر صحیح عقاید بتائے۔ تاکہ وہ اس خزانۂ قوت و طاقت سے فائدہ حاصل کرنے سے محروم اور اپنی پیدائش کی غرض سے غافل نہ رہے۔

اس مقصد کے پورا کرنے کے لئے چار باتوں کا بیان کرنا ضروری ہے

(۱) خدا تعالیٰ کی ذات اور صفات کے متعلق اصل حقیقت بیان کرنا۔

(۲) یہ بتانا کہ بندے کا خدا سے کیا تعلق ہونا چاہئے۔

(۳) یہ بتانا کہ کن اعمال سے بندہ اس تعلق کا اظہار کرے یا یہ کہ بندہ پر خدا تعالیٰ کی طرف سے کیا ذمہ داریاں ہیں

(۴) خدا سے ملنے کا راستہ بتائے اور اس غرض کو اس دنیا میں پورا کر کے دکھائے۔ تاکہ انسان خدا تعالیٰ کے متعلق ظنی و خیالی علم سے گزر کر یقین کے درجہ تک پہنچ سکے۔ اور جان لے کہ مرنے کے بعد بھی خدا سے ضرور مل جائے گا۔

دوسرا مقصد مذہب کا یہ ہے کہ وہ انسان کو کامل اخلاقی تعلیم دے۔ اس مقصد کے پورا کرنے کے لئے مندرجہ ذیل سات امور کا بیان کرنا ضروری ہے۔

(۱) اخلاقِ حسنہ کیا ہیں؟

(۲) اخلاقِ سیئہ کیا ہیں

(۳) اخلاقِ حسنہ کے مختلف مدارج کیا ہیں

(۴) اخلاقِ سیئہ کے مختلف مدارج کیا ہیں

(۵) کسی امر کو بدی و سیئہ اور کسی کو نیکی و حسنہ کیوں قرار دیا جاتا ہے

(۶) وہ ذرائع کیا ہیں جن کی مدد سے انسان اخلاقِ سیئہ سے بچ سکتا ہے

بغیر ان امور کے یہ مقصد ہرگز پورا نہیں ہو سکتا۔

تیسرا مقصد مذہب کا انسان کی تمدنی ضروریات و معاملات کا حل ہے۔ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو مدنی الطبع پیدا کیا ہے تو یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اس کے لئے ایسے اصول و قواعد تجویز فرمائے جن کے ذریعہ سے دنیا میں امن اور امان قائم ہو۔ اور ہر ایک طبقہ اور فرقہ کے لوگ اپنے حقوق کے دائر رہیں۔ اور کوئی کسی کے حق کو جان بوجھ کر یا نادانستہ نہ دبا سکے۔ پس ان قواعد کا بیان کرنا جو تمدن و معاشرتِ انسانی کے لئے بمنزلہ اساس و بنیاد ہوں، مذہب کا اہم فرض ہے۔ اور جو مذہب اس مقصد کو پورا نہیں کرتا وہ ہرگز مذہب کہلانے کا مستحق نہیں یا جو ناقص طور سے بیان کرتا ہے وہ مذہب ناقص ہے۔

اس مقصد کے پورا کرنے کے لئے حسب ذیل امور پر روشنی ڈالنا اور ان کی وضاحت کرنا مذہب کے لئے بڑا ضروری ہے

(۱) امورِ خانہ داری یعنی رشتہ داروں سے رشتہ داروں کے تعلقات اور ان کے باہمی حقوق پر کہ یہ تمدنِ انسانی کا پہلا حصہ ہے۔

(۲) ملکی اور سیاسی حقوق پر کہ کس احسن طریق پر ان کو ادا کیا جائے

(۳) آقا اور ملازم یا مالداروں اور غریبوں کے تعلقات

(۴) اس سلوک پر جو مذہب کے لوگوں کو دوسرے مذہب کے لوگوں سے یا ایک بادشاہت کے لوگوں کو دوسری بادشاہت کے لوگوں .... سے کرنا چاہیئے۔

چوتھا مقصد مذہب کا انسان کے انجام کا بیان کرنا ہے۔ یعنی یہ بتانا کہ انسان مرنے کے بعد کہاں جائے گا اور اس سے کیا سلوک ہوگا۔ اس مقصد کی تکمیل کے لئے مندرجہ ذیل باتوں کا بیان کرنا لازمی ہے۔

(۱) کیا موت کے بعد انسان کے لئے کوئی بقا ہے۔ ؟ اگر ہے تو کس رنگ میں؟

(۲) اگر کوئی بقا ہے تو کیا اس بقا کے ساتھ تکلیف یا خوشی کا کوئی سلسلہ وابستہ ہے

(۳) اگر وابستہ ہے تو اس کی کیا کیفیت ہے

(۴) آیا مرنے کے بعد بھی انسان کے لئے بدی سے نیکی کی طرف جانے کا کوئی راستہ کھلا ہے۔ اگر ہے تو کس طرح؟

مذکورہ بالا چار مقاصد کے متعلق کسی مذہب کی تعلیم معلوم کر کے ہی اس کے دعویٰ کے متعلق صحیح نتیجہ نکالا جا سکتا اور اس کے متعلق فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ کامل اور پیار کے قابل ہے یا نہیں۔ سو ہم قارئین کرام کو یقین دلاتے ہیں کہ ان چاروں مقاصد کو اگر کوئی مذہب کامل طور پر پیش کرتا ہے تو وہ صرف اسلام ہے۔ لہٰذا وہی پیارا مذہب ہے۔ ہم اس جگہ ان امور کی پوری تفصیل بیان کرنے سے قاصر ہیں اس لئے ہم قارئین کرام کو "احمدیت یعنی حقیقی اسلام" کے مطالعہ کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ ہم اس میں سے صرف انہی چند باتوں کے متعلق اسلام و عیسائیت کا موازنہ کر کے اسلام کی برتری دکھلا سکتے ہیں جو پادری صاحب نے عیسائیت کی طرف سے پیش کی ہیں۔ اور غالباً ان کے پاس عیسائیت کی صرف اسی قدر پونجی ہے جسے انہوں نے پیش کر دیا ہے۔ انہوں نے عیسائی مذہب کے پیارا ہونے کی چار وجوہات بیان فرمائی ہیں۔ اب ہم ان کو ایک ایک کر کے لیں گے اور دکھائیں گے کہ ان کے مقابلہ میں اسلام نے بڑھ کر تعلیم دی ہے جو قابلِ عمل بھی ہے۔

قبل اس کے کہ ہم ان وجوہات کا جائزہ لیں ہم اس قدر عرض کرنا چاہتے ہیں کہ پادری صاحبان کی یہ دورنگی ہماری سمجھ سے بالا ہے ایک طرف تو وہ مذہب مذہب پکارتے ہیں اور دوسری طرف کفارہ کا سہارا لے کر اور اپنے مزعومہ فضل کو پیش نظر رکھ کر مذہب کو بیکار ٹھہراتے ہیں۔ جب ان کے گناہ کی سزا کفارہ کے ذریعہ سے دور ہو گئی اور فضل یعنی "مفت" اور شریعت کے اعمال کے بغیر ہی ان کو نجات مل گئی تو مذہب کی ضرورت ہی کیا رہی۔ اور اس کا وجود کہاں رہا۔ "مقدس پولوس" نے تو عیسائیت کو ختم کر کے رکھ دیا ہے۔ وہ کہتا ہے: -

"سب نے گناہ کیا اور خدا کے جلال سے محروم ہیں مگر اس کے فضل کے سبب سے اس مخلصی کے وسیلہ سے جو مسیح یسوع میں ہے مفت راستباز ٹھہرائے جاتے ہیں" (رومیوں ۳: ۲۴)

پھر کہتا ہے: -

"انسان شریعت کے اعمال کے بغیر ایمان کے سبب سے راستباز ٹھہرتا ہے۔" ایضاً (۳: ۲۸)

بلکہ پولوس نے مذہب کا نام لینے والے تمام عیسائیوں کو لعنتی قرار دیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ: -

"جتنے شریعت کے اعمال پر تکیہ کرتے ہیں وہ سب لعنت کے ماتحت ہیں۔" (گلتیوں ۳: ۱۰)
اس نے تو شریعت کو لعنت قرار دیا ہے وہ کہتا ہے:-
"مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا اس نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا۔"
(ایضاً ۳: ۱۳)

پس عیسائی بھائیوں کا مذہب سے دراصل کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی موجودہ عیسائیت مذہب ہے۔ پھر نہ معلوم وہ کس طرح عیسائیت کو جو کہ "لعنت" ہے مذہب قرار دیتے اور اسے اپنا پیارا مذہب بتلاتے ہیں۔ وہ تو شریعت کی باتوں سے بلکل بے نیاز و آزاد ہیں۔ عیسائی بھائیوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے ان متضاد نظریات پر نظر ثانی کریں۔ کفّارہ و تثلیث کا نام لینے سے وہ مذہب سے آزاد ہو جاتے ہیں اور مذہب کا نام لینے سے وہ لعنت کے نیچے آجاتے ہیں۔

مگر چونکہ وہ اس ندامت کو مٹانے کے لئے مذہب کا نام لے کر محض دکھاوے کے طور پر حضرت مسیح یا بائیبل کی دیگر باتیں پیش کر دیتے ہیں۔ ہم بھی ان کی حقیقت دکھانے پر مجبور رہیں۔

ہم نے مضمون کی صحیح و آسان ترتیب قائم کرنے کے لئے پادری صاحب کی وجوہات کی ترتیب کو بدل دیا ہے اور نئی ترتیب قائم کی ہے۔ جو کہ طبعی ہے

(اوّل) ایک وجہ مسیحی مذہب کے پیارا ہونے کی پادری صاحب نے یہ بتائی ہے کہ عیسائی مذہب خدا شناسی اور اس کی معرفت کی تعلیم دیتا ہے۔ خدا کیا ہے۔ خدا کی ذات و صفات کو کامل خوبصورتی کے ساتھ پیش کرتا ہے۔ کہ اسے اس پر کامل یقین اور اطمینان حاصل ہوتا ہے وہ بتاتا ہے کہ خدا روح ہے۔ اس کی صفات یہ بتاتی ہیں کہ وہ ایک ہے۔ وہ اپنی ذات و صفات میں واحد لاشریک ہے پادری صاحب فرماتے ہیں کہ خدا کی وحدانیت جس طور سے بائیبل پیش کرتی ہے اس کا مقابلہ کوئی دوسری کتاب نہیں کر سکتی وہ فرضی وحدت پیش نہیں کرتی بلکہ حقیقی وحدت پیش کرتی ہے وہ بتاتی ہے کہ وہ کائنات کا خالق ہے وہ ازلی ابدی غیر محدود ہمہ جا حاضر و ناظر۔ رحیم و مہربان۔ شفقت اور وفا کرنے والا۔ ہزاروں پر فضل کرنے اور گناہ اور تقصیر اور خطا کا بخشنے والا ہے وہ مجرم کو ہرگز بری نہیں کرے گا۔ باپ دادا کے گناہ کی سزا ان کے بیٹوں اور پوتوں کو تیسری اور چوتھی پشت تک دیتا ہے۔ وہ قہار اور غیر مبدّل ہے۔ اس کا سا کوئی نہیں وہ بے مثل ہے۔ فعال بالارادہ ہے۔ قادر مطلق ہے۔ وہ عالم الغیب ہے۔ امور غیبیہ پیشگوئیاں بتاتا ہے۔ جو پوری ہوتی ہیں غرضیکہ مسیحی مذہب خدا شناسی کا منبع ہے وہ خدا تعالےٰ کے وجود کا ثبوت پیش کرتا ہے اور اس کے لئے مخلوقات مصنوعات و کائنات عالم کو پیش کرتا ہے جو بتاتے ہیں کہ اس کا ایک خالق ضرور ہے وہ کہتا ہے کہ یہ تمام صفات و لوازمات قانون قدرت و فطرت کے انتظامات ترتیب و بندوبست و مخلوقات خدا کی ذات پر گواہی دے رہی ہیں۔ پادری صاحب یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ بائیبل مقدس حقیقی معنوں میں خدا شناسی کا منبع ہے اور عجیب فلسفیانہ طور کے عرفانِ الٰہی کی تعلیم دیتی ہے۔

مگر پادری صاحب نے سابقہ صحف کے حوالے تو بیشک پیش کئے ہیں مگر کسی انجیل سے کوئی حوالہ ان امور کی تائید و ثبوت میں پیش نہیں کیا۔

اب ہم ان کی اس وجہ کا جائزہ لیتے ہیں اور پادری صاحب کو بتاتے ہیں کہ قانونِ قدرت اور مصنوعات اور مخلوقات صرف اسی قدر بتاتی ہیں کہ ان کا کوئی خالق ضرور ہونا چاہیئے۔ وہ یہ نہیں بتاتیں کہ وہ ضرور ہے بھی۔ "ہونا چاہیئے" اور "ہے" میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ قرآن کریم نے ان دونوں امور کو پیش کیا ہے۔ اس نے قانون قدرت اور کائنات عالم کو پیش کر کے بتایا ہے کہ ان کا کوئی خالق ہونا چاہیئے اور اس نے اس بات کا بھی ثبوت پیش کیا ہے کہ وہ موجود بھی ہے اور یہ ثبوت اس کا الہام ہے جو قرآن کریم کی شکل میں اس نے اتارا ہے۔ اس نے خود آواز دے کر بتایا ہے کہ میں موجود ہوں۔ اور اس کے اس الہام نے پورا ہو کر اس کا ثبوت مہیا کر دیا ہے۔

علاوہ ازیں اس نے الہام کا دروازہ کھلا بتایا ہے جو آئندہ کے لئے بھی اس کی ہستی و وجود کا ثبوت تا قیامت پیش کرتا رہے گا۔ مگر عیسائیت نے الہام کا دروازہ بند قرار دیا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ اس نے آئندہ کے لئے خدا کی ہستی کا ثبوت حقیقی ختم کر دیا ہے۔ گویا اس نے اس کی ہستی کا کوئی ثبوت جو اب بھی کام دے سکے پیش نہیں کیا۔ ایک گھڑی کو دیکھ کر صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ اس کا بنانے والا ہونا چاہیئے مگر یہ کہ وہ اب بھی موجود ہے وہ گھڑی اس کا علم نہیں دیتی۔ اس کا علم تبھی ہو سکتا ہے کہ وہ گھڑی بنانے والا خود موجود ہو اور خود کہے کہ میں موجود ہوں۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ وہ فوت ہو چکا ہو۔ جیسا کہ عیسائی بھائی اپنے خدا کے متعلق مانتے ہیں کہ وہ صلیب پر فوت ہو گیا تھا۔ عیسائی بھائی یہ نہیں مانتے کہ وہ اب بھی بول کر اور جواب دے کر بتا سکتا ہے کہ میں زندہ موجود ہوں لہٰذا عیسائی مذہب اس بارہ میں انسان کی کوئی رہنمائی نہیں کرتا

اب ہم پادری صاحب کی اس وجہ سے متعلق دیگر باتوں کو ایک ایک کر کے لیتے ہیں یہ کہنا کہ خدا روح ہے اس لئے درست نہیں کہ خود پادری صاحب نے مانا ہے کہ خدا بے مثل ہے اور اسلام نے بھی آکر ان کی تثلیث کا ابطال کرتے ہوئے اسے لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ بتا کر اسے مخلوق سے ممتاز کر دیا ہے بیشک صحف انبیاء اور اناجیل میں بھی خدا کی توحید کا ذکر موجود ہے مگر پادری صاحبان نے اس پر تثلیث کا عقیدہ گھڑ کر پانی پھیر دیا ہے۔ اور خدا کا حقیقی تصور بگاڑ کر پیش کیا ہے۔ یہ کہنا کہ عیسائی تین اقانیم کو خدا کی تین صفات قرار دیتے ہیں نہ کہ تین اجزاء۔ سراسر دھوکا ہے۔ کیونکہ وہ جو شکلیں اسے واضح کرنے کے لئے پیش کیا کرتے ہیں وہ اس کے تین اجزاء کی طرف اشارہ کرنے کے لئے ہوتی ہیں نہ کہ تین صفات کی طرف۔

اسلام نے آکر خدا کی ذات و صفات کے متعلق ہر قسم کی غلط فہمیوں و اختلافات کو مٹایا ہے اور اس کا حقیقی تصور پیش کیا ہے۔ اور اس نے ان کے تصور سے بڑھ کر اس کی ذات و صفات کی تفصیل دی ہے۔ اس نے آکر کامل حقیقی توحید پیش کر کے ہر قسم کے شرک کا قلع قمع کیا ہے اور منفی و مثبت ہر دو پہلوؤں سے اس کی ذات و صفات کی وضاحت کی ہے اور نہ صرف اسی قدر بلکہ اس کی صفات کا بھی واقعاتی دلائل سے ثبوت مہیا کیا ہے۔ توحید کے لئے ذرا سورۂ اخلاص ہی کو ملاحظہ فرمائیں۔ فرماتا ہے تو دنیا کو بتا دے کہ اللہ ایک ہے۔ اللہ غنی اور غیر محتاج ہے۔ اس کا کوئی بچہ بیٹا یا بیٹی نہیں۔ اور نہ ہی اس کا کوئی باپ ہے اور نہ ہی اس کے برابر کوئی اور ہے۔ وہ بے مثل ہے اپنی ذات و صفات اور افعال میں۔ اس کے برابر کوئی نہیں بعض پادری صاحب مثلاً پادری برکت اللہ صاحب ایم اے کہہ دیا کرتے ہیں کہ انجیل بھی یہی تصور پیش کرتی ہے۔ مگر وہ اس کے لئے کوئی حوالہ پیش نہیں کیا کرتے اور خاموشی سے آگے نکل جایا کرتے ہیں۔ اگر کسی انجیل میں توحید کے متعلق ایسی تعلیم ہوتی تو تثلیث کیوں پیش کی جاتی۔

وحدانیت کے متعلق ایسی تعلیم و تصور کوئی دوسری کتاب پیش نہیں کرتی۔ اس بارہ میں پادریوں کا دعوےٰ محض لاف زنی ہے۔ قرآن کریم کامل و حقیقی وحدت کا ایسا شاندار تصور پیش کرتا ہے کہ اس کے سامنے کوئی مذہب نہیں آسکتا۔ اس کی ذات و صفات کے تصور کے لئے سورۂ فاتحہ ملاحظہ ہو جس کے لئے مکاشفہ یوحنا میں پیشگوئی چلی آتی تھی۔ اس کے مقابلہ میں ساری بائیبل سے ایسا تصور پیش کرنے والے کے لئے پچاس ہزار کا انعام مقرر ہے مگر ساری عیسائی دنیا کو مقابلہ پر آنے کی جرأت نہیں ہو سکتی اور وہ دم بخود ہو کر رہ گئی ہے۔ مگر ماننے کے لئے پھر بھی تیار نہیں

قرآن کریم نے عیسائی تصور اب اور محبت کے تصور سے بڑھ کر یہ تصور دیا ہے کہ خدا رحمان ہے وہ رحیم ہے۔ وہ رب ہے اور وہ مالک وہ قادر مطلق ہے اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وہ ستار غفار ہے اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ہے وہ ذوالفضل العظیم ہے۔ اس کے متعلق فرمایا کہ لَا تَایْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ۔ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ کہ تم اس کے فضل و کرم سے مایوس مت ہو۔ ھُوَ یَکْلَؤُکُمْ بِاللَّیْلِ وَالنَّھَارِ وہ رات دن تمہاری حفاظت کرتا ہے۔ ہاں اس نے محبت کے ساتھ اس کی خشیت و خوف و تنبیہ کے پہلو کو بھی پیش کیا ہے۔ اور اسے نظر انداز نہیں کیا۔ اس طرح اس پہلو سے بھی اس کے تصور کو کامل کر دیا ہے۔ کیونکہ نری محبت کافی نہیں۔ نری محبت بیباک بھی کر دیا کرتی ہے۔ اصلاح کے لئے اس کے ساتھ دوسری صفات کا ہونا بھی ضروری ہے۔

اسلام نے خدا تعالےٰ کے تکلم کی صفت کو سب سے بڑھ کر پیش کیا ہے۔ [illegible] کلام خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلعم پر سب سے زیادہ نازل فرمایا ہے۔ اس قدر کلام کسی اور نبی سے نہیں کیا۔ دیگر صحف انبیاء میں اس کا کلام اس کے پاسنگ بھی نہیں ہاں انسانوں کا کلام بیشک بکثرت موجود ہے۔ یہ اسلام ہی کی خصوصیت ہے جو اس کی برتری کا باعث ہے۔

باقی آئندہ

یہ ضروری نہیں

کہ آپ کی وصیت کے رو سے آپ کے ذمہ جو حصہ جائداد واجب الادا ہے آپ اسے یکمشت ادا کریں۔ بلکہ آپ آسان قسطوں کے ذریعہ بھی ادائیگی کر سکتے ہیں۔ قسط [illegible] آپ اپنی سہولت کے مطابق مقرر فرمالیں اور پھر باقاعدگی سے ادائیگی شروع کر دیں۔ [illegible] جو اپنی زندگی میں [illegible] ہو جائے

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

اخبار کرناٹک ٹائمز ہبلی کا اعلان صریح کذب بیانی اور بہتان پر مشتمل ہے

قاضی سیّد امیر الدین صاحب مرحوم آف دھارواڑ مخلص احمدی رہے ہیں

کرناٹک ٹائمز میں شائع شدہ جھوٹے اعلان کی مدلّل تردید!

از مکرم حکیم محمد دین صاحب انچارج مبلغ میسور مقیم بنگلور

ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر دھارواڑ محترم قاضی سید امیر الدین صاحب مرحوم نہایت مخلص احمدی تھے۔ قریباً پندرہ سال قبل آپ باقاعدہ طور پر بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے۔ اس کے بعد قولاً و عملاً ہمیشہ ہی جماعت کا ساتھ دیا۔ مورخہ ۲۶/۴/۶۹ کو آپ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا چونکہ آپ کے تمام دیگر رشتہ دار غیر احمدی تھے اس لئے انہوں نے مرحوم کی وفات کی اطلاع احمدی احباب کو نہ دی اس لئے احباب جماعت ان کی تجہیز و تکفین اور بروقت نماز جنازہ میں شریک نہ ہو سکے۔ اس غیر اختیاری امر سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے نام نہاد انجمن اسلام دھارواڑ والوں نے قاضی صاحب مرحوم پر بہتان باندھا ہے کہ مرحوم نے اپنی وفات سے قبل جماعت احمدیہ سے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ اور اس قسم کا ایک اعلان ۳ مئی کے اخبار کرناٹک ٹائمز میں بھی شائع کیا گیا۔ چونکہ یہ بات سراسر غلط اور صریح کذب بیانی اور بہتان ہے اس لئے مبلغ سلسلہ احمدیہ مقیم بنگلور مکرم حکیم محمد دین صاحب نے ایک مفصل مضمون لکھ کر اخبار کرناٹک ٹائمز کے ایڈیٹر کو بغرض اشاعت ارسال کیا۔ جس میں اس الزام کی مدلل تردید کی مگر افسوس کہ ایڈیٹر صاحب نے اسے شائع نہ کر کے صداقت شعاری اور حقیقت پسندی کا ثبوت نہیں دیا۔ اس لئے ذیل میں وہی مضمون حقیقت الامر کو ظاہر کرنے کے لئے اور سچی گواہی کی اشاعت کے لئے بدر میں درج کیا جاتا ہے۔ ——— ایڈیٹر

انجمن اسلام دھارواڑ کی طرف سے روزنامہ کرناٹک ٹائمز (اردو) ہبلی مورخہ ۳ مئی ۱۹۶۹ء میں محترم قاضی صاحب مرحوم کے احمدیت سے ارتداد کے بارہ میں اعلان شائع کروایا گیا ہے

محترم قاضی صاحب مرحوم اپنے خاندان میں اکیلے احمدی تھے۔ مرحوم نے جب سے احمدیت قبول کی تھی وہ صدق دل سے اس پر قائم تھے۔ گھر والوں۔ خاندان۔ دوست احباب اور اپنے اہل وطن کی شدید مخالفت کی بھی موصوف نے مطلق کوئی پروا نہ کی۔ بیماری سے قبل نماز جمعہ جماعت احمدیہ ہبلی کے ساتھ باضابطہ ادا کی۔ مرحوم باقاعدہ ماہ بماہ جماعت احمدیہ ہبلی کے ذریعہ مرکز قادیان کو اشاعت اسلام کے لئے چندہ بھی دیا کرتے تھے۔ ان کی طرف سے ادا کردہ آخری چندہ کی رسید کی نقل حسب ذیل ہے:۔

رسید جماعت احمدیہ

رسید نمبر ۳۶ کتاب نمبر ۲۵۹

نام قاضی امیر الدین صاحب

تاریخ ۱۱-۴-۶۹

تفصیل ۲۵/- پچیس روپیہ چندہ عام

حضرت صاحبہا ایم منڈا گر

دستخط وصول کنندہ حکیم اللہ احسن الجزار

(نقل مطابق اصل)

مرحوم نے یہ چندہ اپنی وفات سے صرف چند دن قبل ادا کیا تھا۔

پہلی مرتبہ جماعت کو ان کی علالت کا علم ۱۴-۴ کو ہوا۔ خاکسار اور صدر صاحب جماعت احمدیہ ہبلی عیادت کیلئے گئے موصوف بوجہ ضعف شدید بات نہ کر سکتے تھے۔ خاکسار کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر آبدیدہ ہو گئے۔ ان کی اہلیہ محترمہ سامنے بیٹھی تھیں۔ مرحوم نے مجھے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کا اشارہ کیا۔ ہم نے بارگاہ رب العزت میں دعا کی۔ اس کے بعد جماعت کے احباب موصوف سے وفات سے پانچ چھ گھنٹہ قبل تک۔ مسلسل اور باقاعدہ ملتے رہے ان حقائق کی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان کی طرف ارتداد کا الزام اور پھر ایسی حالت میں منسوب کرنا جبکہ وہ بات چیت بھی نہ کر سکتے تھے صریح جھوٹ ہے۔ اگر انجمن اسلام دھارواڑ اپنے الزام میں سچی ہے تو اسے موکد بعذاب حلفیہ بیان پیش کرنا چاہیئے۔ کہ کس کے سامنے انور صاحب اور فاروقی صاحب نے بیان دیا ہے اور کن الفاظ میں دیا۔ اور انور صاحب اور فاروقی صاحب سے بھی موکد بعذاب حلفیہ بیان اخبار میں شائع کرانے چاہئیں۔ ورنہ ایک شخص پر ناحق بھاری بہتان لگانا کہ اس نے وفات سے قبل ارتداد اختیار کر لیا تھا صریح کذب بیانی۔ دھوکا دہی اور شرارت متصور ہوگا۔ ان تینوں مذکورہ بالا افراد نے اگر موکد بعذاب حلفیہ بیان سے گریز کیا تو بمطابق آیت قرآنی لَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ (البقرہ) وہ مجرم ثابت ہوں گے۔ اور ان کا مذکورہ بالا بیان صریح جھوٹ ہوگا۔ ہاں موکد بعذاب حلف کے بعد ان کا معاملہ خدا تعالیٰ سے ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ کا فعل ظاہر کر دیگا کہ اس امر کی حقیقت کیا تھی۔

والسلام

خاکسار حکیم محمد دین عفی عنہ

مبلغ انچارج میسور سٹیٹ مقیم بنگلور

ضروری نوٹ

محولہ بالا اعلان مندرجہ کرناٹک ٹائمز میں جو باتیں محترم قاضی سید امیر الدین صاحب مرحوم اور حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام کی طرف منسوب کی گئی ہیں اگر وہ دانستہ پیش کی گئی ہیں تو صریح شرارت ہے۔ اور اگر نادانستہ پیش کی گئی ہیں تو جماعت احمدیہ سے ناواقفیت محض پر دلالت کرتی ہیں۔ مثلاً یہ کہا گیا ہے کہ مرحوم نے کہا کہ "میں قادیانی مذہب سے توبہ کرتا ہوں۔ (حضرت) مرزا غلام احمد صاحب (علیہ السلام) کو جھٹلاتا ہوں۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین برحق سمجھتا ہوں میں سنی مسلمان ہوں"

حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مذہب حقیقی اسلام تھا۔ اور آپ آنحضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو برحق خاتم النبیین سمجھتے تھے بلکہ بیعت لیتے وقت یہ اقرار لیتے تھے کہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین کروں گا۔ آپ تو اپنی بعثت کا مقصد ہی احیائے سنت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم قرار دیتے تھے۔ اب کیا قاضی صاحب مرحوم نے اسلام اور سنت نبی اکرم صلعم سے توبہ کی۔ اگر اسلام سے توبہ کی تو کونسا مذہب اختیار کیا۔ احمدیت میں تو غیر احمدیوں سے لاکھوں گنا بڑھ کر ان امور پر حقیقی معنوں میں ایمان لانا ضروری ہے۔

پھر لکھا ہے کہ مرحوم نے قادیانی مذہب سے توبہ کی۔ قادیانی مذہب کیا چیز ہے؟ قادیان تو ایک بستی کا نام ہے اور اس بستی میں کسی ایک مذہب کے لوگ نہیں بلکہ کئی مذاہب کے لوگ آباد ہیں اور آج سے نہیں بلکہ سینکڑوں سالوں سے آباد ہیں محترم قاضی صاحب کا مذہب قادیانی مذہب نہیں تھا وہ تو احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے خادم تھے۔

دراصل ایسے لوگ جنہوں نے اخبار میں فرضی اعلان شائع کروایا ہے آنحضرت صلعم کے لئے نام نہاد غیرت کا بھی اظہار کرتے ہیں مگر ان کو حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت اور حضور کے نقش قدم پر چلنے سے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ کیونکہ ان کا ایسا رویہ حضور کے پاک نمونہ کے بالکل برعکس ہے اور ان لوگوں کی طرح ہے۔ جو خود حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں کا نام مسلمان پکارنے کی بجائے صابی پکارا کرتے تھے۔ تَشَابَهَتْ قُلُوبُهُمْ

جہاں تک جماعت احمدیہ کے جنازہ میں شریک نہ ہونے کا سوال ہے وہ اس بنا پر نہیں کہ مرحوم قاضی صاحب نے خدانخواستہ ارتداد اختیار کر لیا تھا۔ بلکہ قاضی صاحب مرحوم کے غیر احمدی اقرباء کے جماعت کو ان کی وفات سے بالکل ناواقف رکھنے کی وجہ سے کوئی احمدی ان کی تجہیز و تکفین اور جنازہ میں شریک نہ ہو سکا۔ حالانکہ جماعت احمدیہ کے احباب کا ان کے ہوش سے لے کر بے ہوشی تک بلکہ پانچ چھ گھنٹے وفات سے قبل تک مرحوم سے باضابطہ رابطہ رہا ہے۔ البتہ جماعت احمدیہ کی مختلف مقامی جماعتوں نے اپنے اپنے ہاں مرحوم کی نماز جنازہ غائب ادا کی۔

خاکسار

حکیم محمد دین عفی عنہ

مبلغ انچارج میسور سٹیٹ مقیم بنگلور

اطلاع وصولی حصہ آمد از موصیان

موصی صاحبان کی طرف سے موجودہ مالی سال کے ابتدائی دو ماہ مئی و جون میں حصہ آمد کی جو وصولی ہوئی ہے اسے ملحوظ رکھ کر ایسے تمام موصیوں کی خدمت میں جن کی طرف سے بذریعہ بجٹ کم وصولی ہوئی ہے دفتر ہذا کی طرف سے بذریعہ خطوط توجہ دلائی جا رہی ہے۔ ایسے تمام موصیوں سے درخواست ہے کہ وہ اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش فرمائیں۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

"ایک عجیب تحریف" یا مغالطہ انگیز روایت

بقیہ صفحہ ۲

نشیمن کے مشورہ سے جماعتِ احمدیہ پر تیر و نشتر چلانے کا فیصلہ دے گا۔ بلکہ سورت حجرات کی آیتِ کریمہ پر ہی سب کو عمل درآمد کرنے کرانے کا مشورہ دے گا ——!!

ہم سمجھتے ہیں کہ جہاں تک اصل معاملہ کا تعلق ہے اس بارہ میں متذکرۃ الصدر نظارت دعوت و تبلیغ کی تفصیل حرفِ آخر کا حکم رکھتی ہے۔ جب صورتِ حال ہی کچھ اور نکل آئی تو اس پر شور و غوغا کرنا اور خواہ مخواہ کے غیض و غضب کا مظاہرہ کرنا غیر دانشمندانہ اقدام ہے۔

کتاب کا اصل مکمل حوالہ بجنسہٖ نقل کر دینے کے بعد جب حقیقت واضح ہوگئی تو جماعت احمدیہ اور اس کے امام ہمام پر "تحریف" کا الزام خود بخود غلط ثابت ہوگیا۔ اس صورت میں کسی معقولیت پسند کو کسی طرح کا تردّد نہیں رہنا چاہیئے۔

—— ❖ —— ❖ —— ❖ ——

"نشیمن جل گیا"

ہفت روزہ نشیمن کا نوٹ ایک بار پھر مطالعہ کیجئے۔ یوں لگتا ہے نشیمن کا تنکا تنکا جل رہا ہے۔ اور یہ آگ بھی کہیں باہر سے نہیں لگی بلکہ نَارُ اللّٰہِ الْمُوْقَدَۃُ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْئِدَۃِ کے مطابق مولوی محمد یوسف صاحب آف وانم باڑی کے دل سے ہی اٹھی۔ بے شک اس کے بھڑکنے کا باعث مولانا دریابادی صاحب کی دو تحریروں کا تخیلاتی موازنہ ہوا۔ جو مولوی یوسف صاحب کے ساتھ ہی "نشیمن" پر بھی بجلی بن کر ایسا گرا کہ اُسے جلا کر راکھ کر دیا ——!!

اس عجیب لطیفہ کی بات مستحضر کرنے کے لئے قارئین کی توجہ بدر مجریہ ۱۵ مئی ۶۹ء صدؔ میں شائع شدہ صدق جدید مجریہ ۱۸ اپریل کے ایک نوٹ "اہل اللہ کی زبان" کی طرف مبذول کرائی جاتی ہے، جس میں اخبار ایشیا کے حوالہ سے ۱۹۵۳ء میں جب جناب مودودی صاحب کو مارشل لا کے تحت سزائے موت کا حکم سنایا گیا تھا تو مودودی صاحب نے فرمایا تھا:-

"رحم کی اپیل تو میری جوتی کی نوک بھی نہیں کرے گی"

اس پر مولانا دریابادی صاحب نے لکھا کہ:-

"بے شک معافی کی درخواست نہ کرنا اور موت کے لئے تیار ہوجانا بڑی ہی ہمت، بے جگری، جوانمردی کی بات ہے۔ لیکن اس کا تعلق للّٰہیت سے ہونا ضروری ہے ورنہ ایسی بے خوفی تو دنیا کے کمیونسٹ، سوشلسٹ اور مارکسسٹ سب ہی بلکہ بہت سے خونی اور قاتل ہر ملک ہر قوم ہر عقیدہ کے بلکہ کھلے ہوئے ملحد اور دہریے بھی دکھاتے ہی رہتے ہیں۔ مولانا کی زبان سے اس قسم کے فقرے اور پھر اُن کا اعادہ سُن کر ہرگز اُن کے کسی مسلمان نیاز مند کو خوشی نہیں ہوسکتی۔ وہ حیرت اور حسرت دونوں کے ساتھ اپنے سے سوال کرے گا کہ کیا یہ زبان کسی اہل اللہ کی ہوسکتی ہے؟ اس میں اور فخر و تعلّی شیخی و ہیکڑی کی زبان میں کیا فرق ہے؟ ...."

نوٹ کے آخر میں لکھا اور برحق لکھا:-

"انا حسین بن منصور کی زبان سے بھی نکلا تھا اور انا فرعون کی زبان سے بھی۔ دونوں اناؤں کے درمیان فرق زمین و آسمان کا تھا"

چونکہ وانم باڑی صاحب کے دل میں مودودی صاحب کا بُت تھا اس لئے اُن کو مولانا دریابادی صاحب کا یہ کلمۂ حق نشتر کی طرح لگا۔ اور نہ سوچا کہ الحقّ مُرّ مولانا صاحب کی بات تلخ ہونے کے ساتھ حق و صداقت رکھتی ہے۔ اگر نشیمن والے مودودی صاحب کے بارہ میں ایسے ہی باغیرت ہیں تو کیوں نہیں معقول طور پر بیسیوں ایسے جوابات پیش کر دیتے جو جناب مودودی صاحب کی طرف منسوب بات کو اہل اللہ کی زبان سے مشابہت ثابت کر دیں —— چونکہ اس کا کوئی معقول جواب ان لوگوں کے پاس نہیں تھا اس لئے "عجیب تحریف" والے نوٹ کی آڑ لے کر اپنا غصہ نکال لیا —— و بس ——!!

نوٹ:- —— اس سلسلہ میں ایک دوسرا مضمون بھی ملاحظہ فرمایا جائے جو اسی اشاعت میں دوسری جگہ شائع ہو رہا ہے۔

علاقہ جنوبی ہند کا کامیاب تربیتی دورہ

بقیہ صفحہ ۱

میں انتظام کیا گیا۔ شام کے وقت اراکینِ وفد کینانور کی نہایت خوبصورت دو منزلہ مسجد میں تشریف لائے۔ مغرب و عشاء کی نماز کے بعد مسجد کے سامنے گراؤنڈ میں جلسہ عام منعقد ہوا۔ محترم حضرت صاحبزادہ صاحب اور محترم مولانا امینی صاحب نے نہایت ولولہ انگیز اور ایمان افروز تقریریں فرمائیں جو غیر احمدیوں کے لئے بھی بہت ہی مؤثر ثابت ہوئیں۔

۱۰ بجے جب یہ جلسہ عام ختم ہوا تو مسجد کے اندر احمدیوں کے لئے منعقدہ تربیتی اجلاس میں حضرت صاحبزادہ صاحب نے ایک مختصر تقریر فرمائی۔ ان ہر دو جلسوں میں پردے کی رعایت سے مستورات نے بھی شرکت فرمائی۔

کوڈالی

دیگر دن صبح ۹ بجے وفد کوڈالی کے لئے روانہ ہوا۔ یہاں بفضلہ تعالیٰ مسجد احمدیہ اور مدرسہ احمدیہ قائم ہے۔ اس موقعہ پر ایک تربیتی اجلاس بلایا گیا۔ جس کو دونوں معزز مہمانوں نے خطاب فرمایا۔

بعد نماز ظہر سوا تین بجے کی گاڑی سے وفد پینگاڈی کے لئے روانہ ہوا۔

پینگاڈی

بعد نمازِ عصر اراکینِ وفد احمدیہ قبرستان میں حضرت مولانا عبداللہ صاحب فاضل کے مزار پر گئے۔ اور اجتماعی دعا کی۔ بعد نمازِ مغرب احمدیہ سکول ہال میں منعقدہ جلسہ عام میں معزز مقررین نے مختلف تربیتی عنوانوں پر تقریریں فرمائیں۔

دوسرے دن مورخہ ۱۶ ہجرت کو محترم صاحبزادہ صاحب نے خطبہ جمعہ میں اور بعد نمازِ عصر مکرم مولانا امینی صاحب نے مختلف تربیتی امور پر تقریر فرمائی۔ اس موقعہ پر ایک بیعت ہوئی۔ جمعہ کی نماز کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب نے تین نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان تینوں رشتوں کو بابرکت بنائے آمین۔

اُسی روز رات کو ۸ بجے کی ریل سے روانہ ہوکر اراکینِ وفد ایک گھنٹہ بعد کینانور پہنچے۔ رات کو کینانور میں آرام فرمانے کے بعد دوسرے دن صبح ۷ بجے مرکرہ کے لئے روانہ ہوئے۔ اور تقریباً ایک بجے مرکرہ پہنچے۔

مرکرہ

شام کو اراکینِ وفد افرادِ جماعت کے ساتھ احمدیہ قبرستان میں محترم احمد علی صاحب کے مزار پر گئے اور اجتماعی دعا کی۔

احمدیہ مسجد میں بعد نماز مغرب محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اور مکرم مولانا امینی صاحب نے مختلف تربیتی امور پر تقریریں کرتے ہوئے افرادِ جماعت کو اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ (محترم حضرت صاحبزادہ صاحب اور محترم مولانا امینی صاحب کی تقریریں اُردو میں ہوا کرتی تھیں سارے دورے میں ان تقاریر کا ترجمہ ملایالم میں محترم مولانا محمد ابوالوفاء صاحب ہی سُناتے رہے)

تربیتی اجلاس کے بعد دو نوجوانوں نے بیعت کی۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت بخشے آمین۔ مالابار کی جماعتوں کے دورہ سے فارغ ہوکر محترم حضرت صاحبزادہ صاحب اور محترم مولانا امینی صاحب دوسرے روز بنگلور کے لئے روانہ ہوئے۔

الحمدللہ کہ محترم حضرت صاحبزادہ صاحب کا یہ دورہ ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔ آنمحترم نے مختلف تبلیغی و تربیتی جلسوں سے خطاب فرمایا! افرادِ جماعت سے انفرادی تعارف حاصل فرمایا۔ احمدی احباب بھی اپنے درمیان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے، حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے لختِ جگر اور خلیفۂ وقت کے برادرِ اصغر کو دیکھ کر خوشی و مسرت سے پھولے نہ سماتے تھے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے احمدی احباب کے دلوں میں محبت و پیار کے ایسے نقوش چھوڑے ہیں جو انشاء اللہ کبھی نہ مٹیں گے۔

جلسہ ہائے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم!

گزشتہ ماہ ہندوستان کی تقریباً تمام جماعتوں میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں انتہائی عقیدت اور اہتمام کے ساتھ جلسے منعقد کئے گئے تھے۔ کچھ جماعتوں کے جلسوں کی رپورٹیں بدر کی گزشتہ اشاعت میں شائع بھی ہو چکی ہیں۔ اب ہمیں اسی نوعیت کے جلسوں کی مزید رپورٹیں جماعتِ احمدیہ بمبئی۔ جماعتِ احمدیہ سونگھڑہ۔ جماعتِ احمدیہ سورو۔ اور جماعتِ احمدیہ سملیہ کی طرف سے موصول ہوئی ہیں۔ عدم گنجائش کی بنا پر ادارہ "بدر" تفصیل شائع کرنے سے قاصر ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان جماعتوں کے اخلاص و قربانی میں برکت ڈالے اور اپنے بے شمار فضلوں سے نوازتے ہوئے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو اپنانے اور اس پر کماحقہٗ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان سب جلسوں کے بہترین نتائج ظاہر فرمائے۔ اَللّٰھُمَّ اٰمِیْن۔

(ایڈیٹر)

عہدیداران جماعت و مبلغین سلسلہ سے مخلصانہ تعاون کی اپیل

اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس نازک دور میں سلسلہ کی اہم خدمت کا موقعہ دیا ہے۔ نظام بیت المال کے تحت ہر جماعت میں سیکرٹری مال مقرر ہیں۔ لیکن اگر جملہ عہدیداران اور مبلغین سلسلہ اُن سے تعاون کریں تو اس اہم فریضہ کی ادائیگی میں غیر معمولی تغیر پیدا ہو سکتا ہے۔ اس لئے نظارت آپ سے اور سیکرٹریانِ مال سے بالخصوص حسبِ ذیل تعاون کی درخواست کرتی ہے۔

(۱) — آپ نظارت بیت المال کے ہر سرکلر کو خواہ وہ بظاہر معمولی ہی کیوں نہ ہو ہر جمعہ میں جماعت تک ضرور پہنچائیں۔ یہ کمزوری دن بدن ترقی کرتی جا رہی ہے کہ نظارت بیت المال کے PRINTED سرکلر کی طرف کماحقہٗ توجہ نہیں دی جا رہی۔ حتیٰ کہ بعض جماعتوں میں ان کو کھولا بھی نہیں جاتا۔

(۲) — جس قدر چندہ وصول ہو وہ ہر ماہ نظارت میں بھجوایا جائے۔ خواہ وہ کتنی بھی معمولی رقم کیوں نہ ہو۔

(۳) — مہینہ کے آخر میں باقاعدگی کے ساتھ چندہ جات کی وصولی کی رپورٹ بھجوانے کا انتظام کریں۔

(۴) — مہینہ میں ایک بار وفد کی صورت میں جماعت کے بااثر دوست، بقایادار احباب کے پاس جایا کریں۔ اس کے لئے اخراجات کی ضرورت بھی پیش آئے تو نظارت انشاء اللہ آپ سے حسبِ توفیق تعاون کرے گی۔

(۵) — اگر جماعت کے کسی عہدیدار (مثلاً انسپکٹر بیت المال اور مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے کسی ہنگامی ضرورت کے ماتحت وصول شدہ چندہ سے کوئی رقم لی ہے تو گزشتہ چار سال کی تفصیل بھجوائیں۔ خواہ نظارت بیت المال کی طرف سے آپ کی جماعت کے حساب میں داخلِ خزانہ کرانے کی اطلاع آپ کو مل چکی ہو۔ مگر اس صورت میں کوپن نمبر ضرور درج فرمائیں۔

(۶) — کیا آپ کی جماعت کے لئے مرکز کی طرف سے گرانٹ منظور ہے؟ ایسی صورت میں گزشتہ چار سال سے گرانٹ کی وصولی کی تفصیل سے مطلع فرمائیں۔ اگر آپ نے یہ گرانٹ اپنے وصول شدہ چندہ سے وضع کر لی ہے تو کیا نظارت بیت المال کی طرف سے یہ رقم آپ کے چندہ کے حساب میں جمع کرا دی گئی؟ ایسی صورت میں نظارت بیت المال کی طرف سے جس کوپن یا رسید کے تحت جمع ہوئی ہے اس کی تفصیل بھی مرکز میں بھجوائیں۔

نظارت جملہ اُمرائے جماعت، صدر صاحبان، مبلغین کرام اور سیکرٹریان مال سے سلسلہ کے مفاد کی خاطر یہ تعاون فرمائیں گے تو آپ کے مرکز کا مالی نظام انشاء اللہ بہت جلد مضبوط ہو جائے گا۔ وما توفیقنا الّا باللہ۔

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

پروگرام قافلہ جلسہ سالانہ ربوہ منسوخ!!

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ بعض وجوہ کی بناء پر قافلہ جلسہ سالانہ ربوہ کی درخواست واپس لے لی گئی ہے۔ اس لئے اب قافلہ کی صورت میں جانے کا پروگرام نہیں ہے البتہ انفرادی طور پر پاسپورٹ بنوا کر جو احباب جانا چاہیں وہ جا سکتے ہیں۔

اس لئے احباب اب اس غرض کے لئے کوئی درخواست نظارت ہذا میں نہ بھجوائیں۔ جن احباب کی درخواستیں آ رہی ہیں اُن کو بذریعہ ڈاک یہی جواب بھجوایا جا رہا ہے۔

امید ہے جملہ امراء و پریذیڈنٹ صاحبان و مبلغین کرام اپنی اپنی جماعتوں کو اس امر سے مطلع فرمادیں گے۔

ناظر امور عامہ قادیان

جماعت ہائے احمدیہ بہار۔ بنگال۔ اڑیسہ

جماعت ہائے احمدیہ صوبہ بہار۔ بنگال اور اڑیسہ کی جماعتوں کے "معاونین وقفِ جدید" کی فہرست بمع کوائف سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بغرضِ ملاحظہ و حصولِ دعا بھجوائے گئے تھے۔ جس پر حضور اقدس نے بعد ملاحظہ اپنے دستِ مبارک سے "جزاکم اللہ احسن الجزاء" رقم فرمایا۔ حضور انور کے بابرکت ارشاد سے معاونین وقف جدید کو اطلاع بھجوائی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقلال کے ساتھ قربانیاں کرنے کی توفیق بخشے۔ تا وہ اپنے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی دعاؤں کے وارث ٹھیریں۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

"بدر"

کی اعانت ہر صاحبِ استطاعت احمدی کا فرض ہے۔ بدر آپ کی قومی آواز ہے۔

(مینیجر بدر)

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ٹرک یا کاروں

کے ہر قسم کے پرزہ جات آپ کو ہماری دکان سے مل سکتے ہیں۔ اگر آپ کو اپنے شہر یا کسی قریبی شہر سے کوئی پرزہ نہ مل سکے تو ہم سے طلب کریں۔

پتہ نوٹ فرما لیں

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ نمبر ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA-1

تار کا پتہ "AUTOCENTRE" فون نمبرز 23—1652 23—5222

سپیشل گم بوٹ

جن کے آپ عرصہ سے متلاشی ہیں!

مختلف اقسام، واٹر پروف، پولیس، ریلوے، فائر بریگیڈ، ہیوی انجینئرنگ، کیمیکل انڈسٹریز، مائنز، ڈیریز، ڈینٹنگ، ٹرانسپورٹ اور تمام ضرورت کے لئے دستیاب ہو سکتی ہیں!

گلوب ربڑ انڈسٹریز

آفس و فیکٹری: ۱۰۔ پربھو رام سرکار لین کلکتہ نمبر ۱۵ فون نمبر 24—3272

تار کا پتہ: گلوب ایکسپورٹ

شو روم: ۱۳۔ نورتھ چیت پور روڈ کلکتہ نمبر ۱ فون نمبر 34—0401

درخواستِ دعا

آندھرا پردیش میں علیحدہ تلنگانہ تحریک کے سلسلہ میں جو تخریبی کارروائیاں کی جا رہی ہیں غالباً تمام احباب اس سے بخوبی واقف ہوں گے۔ ہماری جماعت چونکہ اس نوعیت کے ہنگاموں اور تخریبی کارروائیوں کی قطعاً مخالف ہے اس لئے کچھ شرپسند عناصر اس کی آڑ میں افرادِ جماعت کو بھی نقصان پہنچانے کے درپے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس آزمائش میں پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ آمین۔

خاکسار: سید محمود احمد

سب ٹریژری آفیسر شادنگر (آندھرا)